بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Sunday January 10, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

شروع اللہ تعالٰے کے نام سے جو بے حد مہربان اور بڑا رحم والا ہے

اے میرے بندو جو ایمان لائے بیشک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو - ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے - پھر ہماری ہی طرف پھرو گے اور بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے - ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے - جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی - ہمیشہ ان میں رہیں گے - کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا - وہ جنہوں نے صبر کیا - اور اپنے ربّ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Sunday January 10, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

شروع اللہ تعالٰی کے نام سے جو بے حد مہربان اور بڑا رحم والا ہے

اے میرے بندو جو ایمان لائے بیشک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو۔ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ پھر ہماری ہی طرف پھرو گے اور بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا۔ وہ جنہوں نے صبر کیا۔ اور اپنے ربّ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

PRIVILEGE MOTIONS

جناب چیرمین : جزاک اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، آج وقفہ سوالات نہیں ہے اور نہ میرے پاس کوئی رخصت کی درخواستیں ہیں۔ تو کارروائی تحاریک استحقاق سے شروع کرتے ہیں۔ پہلی دو مولانا کوثر نیازی اور جناب جاوید جبار صاحب کے نام پر ہیں، دونوں تحاریک تقریباً ایک ہی مضمون کی ہیں، تو اپنی تحاریک استحقاق اٹھائیں۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, Maulana **Sahib** is not here.

Mr. Chairman: Is he coming or is he not coming?

Mr. Javed Jabbar: I have no information Sir

Mr. Chairman: Well in the meantime I think you can read out your motion.

(i) RE: FAILURE TO TAKEN ACTION ON THE REPORT OF THE SPECIAL COMMITTEE TO REVIEW MARTIAL LAW CASES

Mr. Javed Jabbar. Right. Thank you. I ask for leave to move that the privilege of this House has been breached by the failure of the Federal Government to place before the House the report of the Special Committee constituted as a consequence of an assurance given on the floor of this House by the Prime Minister on the 31st of October, 1985, regarding measures for redress and relief for hardship cases of the Martial Law period. I move that this be discussed in the House.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Wasim Sajjad: Yes.

Mr. Chairman: If you want to say anything further in elaboration of the motion, please do.

Mr. Javed Jabbar: Is it being opposed Mr. Chairman?

Mr. Chairman: Yes it is being opposed.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, this is not, I assure you, a pleasant duty to rise every three or four months and repeatedly bring your attention and the attention of the

House to the subject because it is sometimes mistakenly stated by the treasury benches that the purpose of raising a privilege motion is simply to draw attention not so much to the subject as to the mover of the motion. But in this respect Mr. Chairman, I do earnestly request you and through you the House to consider the fact that if this is an unpleasant duty for oneself, the plight of those three hundred people is no less unpleasant. In fact it has many shades of agony that we can ever feel.

Sir, this is a question of credibility. This privilege motion concerns the credibility of the proceedings of parliament. Now any number of excuses and factors may be stated but by no stretch of imagination can six months be converted into two years and go over two years with a set of excuses, that do not apply to other factors and policies of the same government. It is the same government Sir, that claims repeatedly the credit for having lifted Martial Law. My submission is that in a very real sense Martial Law has not been lifted from this country. For two reasons; (1), Martial Law has not been lifted because over three hundred people suffer inhuman, degrading and ignonimous punishment meted out to them—sentences as hard as twenty, twenty five, thirty years for the simple crime of raising slogans against Martial Law or printing pamphlets against military dictatorship. By no stretch of imagination, by no standards of justice can such sentences be justified. Now a government that states that we are proud of having restored civilian democratic authority has a moral duty to ensure that justice is made available to those three hundred people as well and to those three thousand members of the families of those three hundred people who include young students, who include people whose lives have been shattered by these ten years of imprisonment, whose lives have been mutilated because their sentences have commenced from the date of their arrests instead of their dates of convictions.

So, therefore, Sir, I believe that in moving this privilege motion on this subject yet again, my purpose is very specific that a Committee constituted, be it outside this House or inside this House the commitment was moral commitment made by the head of this Government. The report of that Committee has been submitted to the head of Government. That report should either be released for public information or acted upon or laid on the Table of this House because only these three options will satisfy the demands of privilege. Thank you.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے اس مسئلے پر میں بھی چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ آپ کو یہ بات یاد ہو گی اور آپ نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس سیشن کے آغاز میں جو خطاب فرمایا اس میں ان تمام واقعات کو بیان فرمایا کہ جس وقت دستور کا آٹھواں ترمیمی بل یہ ایوان منظور کر رہا تھا تو اس ایوان نے کچھ شرائط کے ساتھ اسے منظور کیا تھا۔ وہ ایک sol emn commitment تھی۔ جو محترم وزیراعظم نے ۹ ارکان سے کی تھی۔ جن کے ساتھ ان کا تحریری معاہدہ ہوا تھا۔ اور جیسے پھر ایوان میں

[Prof. Khurshid Ahmad]

پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ اِس شرط کے ساتھ اس ترمیمی بل کو اس ایوان نے منظور کیا تھا اور اس میں تین بڑی اہم باتیں تھیں۔ پہلی چیز یہ کہ دستور کا نواں ترمیمی بل اسی سیشن میں اس ایوان میں انٹروڈیوس کیا جائے گا دوسری یہ کہ نواں ترمیمی بل اور Objectives Resolution کو دستور کا حصہ بنا دینے کے جو تقاضے ہیں۔ دستور کے باقی تمام حصوں کے بارے میں ان کو متعین کیا جائے گا اور اِن کی مناسب ترمیم کی جائے گی خصوصیت سے اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ۱۹۷۳ء کے دستور میں وزیر اعظم کے لیے مسلمان ہونا ضروری تھا۔ جو غالباً سہواً یہ بات ۱۹۸۵ء کی ترمیم میں رہ گئی تو اِس لیے اعتراف کیا گیا اور تسلیم کیا گیا کہ یہ تمام ترمیمات دستور میں کی جائیں گی اور تیسری بات یہ کہ مارشل لاء کے دور میں جن لوگوں کو سزائیں دی گئی ہیں، ہر شخص یہ جانتا ہے کہ وہ انصاف کا جو due process ہے اس کے بغیر یہ کام کیا گیا ہے۔ ہمارے لیے یہ بات ممکن نہیں کہ ایک ایک کیس کے بارے میں کوئی بات کہہ سکیں۔ لیکن بحیثیت مجموعی یہ بات کی جا سکتی ہے اور یہ اسلام کا یہ قانون کا اور مہذب معاشروں کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ ایک شخص کو اپنے دفاع کا مناسب موقع دیئے بغیر اور عام حالات میں کھلی عدالت میں ملک کے قانون کے تحت جرم ثابت کئے بغیر جیل میں ڈالنا غلط ہے۔ دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ کسی شخص کو پولیس نے گرفتار کر لیا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے تو ایک صحابی نے یہ سوال کیا کہ فلاں شخص کہاں ہے۔ اِس کو کیوں نظر بند کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توقف فرمایا، دوبارہ بات شروع کی پھر انہوں نے یہ سوال کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو رہا کیا جائے۔ اِس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ نے توقف اِس لیے فرمایا تھا کہ اگر کوئی explanation ہے تو وہ سامنے آجائے۔

مارشل لاء کے زمانے میں جتنی بھی سزائیں دی گئی ہیں ان میں انصاف کے اسلامی اصول اور ملک میں کسی بھی مہذب معاشرے میں جو due process of law ہے اسے پورا نہیں کیا گیا ہم نے ترمیم کو منظور کرتے وقت یہ اصول تسلیم کرایا تھا کہ ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے گی۔ جو ۶ مہینوں کے اندر اندر وہ راستہ نکالے گی جس کی بنا پہ ایسے تمام معاملات پر از سر نو غور ہو سکے، جو بھی hardship cases ہیں خواہ وہ punishment کے اعتبار سے مالی ہوں یا جسمانی،

لیکن آج اِس کو دو سال ہو رہے ہیں - اب تک اِس معاملے میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی - بار بار اس ایوان نے اس طرف متوجہ کیا ہے - بار بار یہاں وعدے کئے گئے ہیں - اور اب کم از کم سات مہینے سے وہ رپورٹ بھی، کہا گیا ہے کہ وزیر اعظم کے سامنے پیش کر دی گئی ہے - وہ رپورٹ کیا ہے - جو term of reference تھی اسے کہاں تک پورا کیا گیا ہے - جو سفارشات اُس نے دی ہیں - وہ اِن مقاصد کو کہاں تک پورا کر سکتی ہیں - اور اِن سفارشات پر حکومت نے کہاں تک عمل کیا ہے - یہ وہ ساری باتیں ہیں جن کا جاننا ہمارا حق ہے - اور اسی بنا پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس معاملے میں حکومت نے جو غفلت برتی ہے یہ مجرمانہ غفلت ہے یہ insensitivity کا مظاہرہ ہے - جس کی ہم ان سے توقع نہیں رکھتے تھے - اور ہم اِس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت جلد از جلد اِس کو ایوان میں لائے اور یہ رپورٹ بھی دے کہ اِس کی روشنی میں کیا اقدامات کئے گئے ہیں - شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب میرداد خیل صاحب -

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب چیئرمین! میں اِس تحریکِ استحقاق کی حمایت کرتے ہوئے مختصراً اتنی بات ضرور کہوں گا کہ جس دن مارشل لاء ختم ہوا تو اسی دن وزیر اعظم صاحب نے یہ فرمایا :—— کہ اِس ملک میں جمہوریت اور مارشل لاء ایک ساتھ نہیں چل سکتے - آج سینکڑوں افراد اِس میں محنت کش اور افسران بھی ہیں - یا جو بھی ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر وہ گناہگار ہیں تو انہیں صفائی کا موقع دیا جائے - اور کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے - اور اگر وہ مجرم ہیں تو انہیں عدالت سے سزا دی جائے - اور اگر وہ مجرم نہیں ہیں تو پھر مارشل لاء کے ایک اندھے قانون نے جو سزا دی ہے اِس کے خلاف انہیں ان کے حقوق ملنے چاہئیں - ہر شخص کو صفائی کا موقع ملنا چاہیئے تاکہ وہ اپنے مسائل عدالتِ عالیہ میں لے جائے یا اُن کو معاف کیا جائے - اِس طرح ذہنی طور پر پوری قوم مارشل لاء کی لپیٹ میں ہے - مارشل لاء جسمانی طور پر چلی گئی ہے - لیکن ذہنی طور پر پاکستان کے عوام اِس کا شکار ہیں - اس مسئلے میں میں چاہتا ہوں کہ مارشل لاء کے جو قوانین ہیں وہ ختم کیے جائیں - اور جو ملازمین محض اِس لئے نکالے گئے ہیں کہ کرنل یا جنرل کو سلیوٹ نہیں مارا اُن کو صفائی کا موقع دیا جائے - تاکہ پاکستان کے غریب عوام پر اچھا اثر ہو - اور وہ واقعی یہ سمجھیں کہ یہ جمہوری حکومت غریبوں کے لیے کچھ کر رہی ہے -

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب بنگلزئی صاحب

جناب میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! میں نہایت ادب سے آپ کی وساطت سے اس تحریک کے موور سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اِن وزراء کرام کا نام بھی پیش فرما سکیں گے۔ جو مارشل لاء کا ہم پلہ رہے اور جنہوں نے مارشل لاء کے دور میں ان کے ساتھ ملکر ان کے ذریعے سے حکومت کی اور اُن کے ذریعے سے اِس قسم کی سزائیں دلائیں ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: مجھے آپ معاف کیجئے یہ relevant نہیں ہے اگر کچھ کہنا ہے تو اس کی ایڈمیسبلٹی یا نان ایڈمیسبلٹی پر بات کریں ۔ شکریہ! مسٹر وسیم سجاد ۔۔

Mr. Wasim Sajjad: Mr. Chairman, this question has come before this honourable House on several occasions earlier, and privilege motions were moved and even I think in the last session a similar motion was moved which was ruled out of order by this honourable Chair.

The position Sir, is that when Martial Law was being lifted, the Parliament passed the Constituion (Eighth Amendment) Act by which the National Assembly & the Senate gave validity to he sentences imposed during the Martial Law period. This was a deliberate conscious act on the part of the Parliament of Pakistan in which several of my honourable colleagues who have raised these privilege motions were also fully associated. However, at that stage, the Prime Minister of Pakistan did make a statement that he would constitute a committee to look into the hardship cases of Martial Law. Time and again, Sir, I have had the occasion to comment on this and I have stated and also the Interior Minister has stated that by hardship cases we do not mean that persons who have been guilty of rape or murder or people who have belonged to political party but involved themselves and indulged themselves in criminal acts they would be hardship cases. Hardship cases are purely cases which are political in nature and to be treated on humanitarian grounds and for that purpose, the Prime constituted a committee. The oommittee submitted its report to the Prime Minister. The report is purely a recommendation and the Prime Minister is considering the report of the committee and in the light of that report I expect, Mr. Chairman, that a decision will be made by the Prime Minister before the current session of Parliament ends. and I do hope, that an announcement will be made in this respect by the Prime Minister.

Sir, as far as the claim by the honourable Senator Mr. Javed Jabbar that Martial Law has not been lifted as concerned, I have to say Sir, that if Martial Law had not been lifted we would not be sitting in Parliament today; if Martial Law had not been lifted, there would be no fundamental rights and no restoration of fundamental rights in the country. If Martial Law had not been lifted, there would be no freedom of press in the country. If Martial Law had not been lifted, there wouldbe no free and fair elections to local bodies acknowledged internationally and nationally as recently held in Pakistan

So, let us not indulge in rhetoric; let us go down to the facts. The facts are that by the grace of God, Martial Law stands lifted. It is now a history as far as Martial Law is concerned, and let us hope that this sad history will never never be repeated in Pakistan. As far as the Martial Law cases are concerned, there are two exercises going on concurrently at the moment: One, some persons have challenged these convictions before the High Courts and, two, High Courts, Sir, the High Court of Sind and the High Court of Lahore have given judgement saying—that the Martial Law convictions can be probed into on certain specific grounds by the ordinary courts of law. Against that Sir, an appeal is pending before the Supreme Court and therefore, the judicial review as it is being said is going on before the judicial courts & the courts are to take a final decision as to the extent of validity given to these judgements by the Parliament of Pakistan.

The second exercise going on is Sir, that purely humanitarian cases, cases of hardship, which the committee was asked to identify, the committee had submitted its report but these are not easy matters., Sir. They are matters involving great details; they have to be gone into great depth; it is an executive decision. The Committee had made its recommendations and as I said, I expect the Prime Minister to make an announcement. I hope, the announcement would be made before the current session of Parliament ends.

Sir, I would respectfully submit that no breach of privilege is involved. The committee has finalized its work. The decision is purely of an executive nature. Assurances as has been held by the honourable Chair on several occasions, on the last occasion also a statement made in the House cannot be the basis of a privilege motion and the same matter is being repeated again & again. So, I would request Sir, that no breach of privilege is involved. The Government is doing its utmost to find a solution to this matter and some decision will be taken, I hope, very soon, on this question.

Thank you, Sir.

Mr. Chairman. Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar. Thank you, Mr. Chairman. The honourable Minister asks me not to indulge in rhetoric. I assure him, that I do not intend to. He wishes to emphasize facts. I will, in return, emphasize certain facts.

No. 1 Sir, I believe that Martial Law has not entirely been lifted . . . *Interruption* . . .

Mr. Chairman: Mr. Jabbar, this is not relevant. I think if you will confine yourself to the admissibility.

Mr. Javed Jabbar: Sir, I am simply stating my response to his points Sir, so that . . . *Interruption* . . .

Mr. Chairman. But there can be a difference of opinion. If Martial Law has not been lifted, you are entitled to hold view. When Martial Law has been lifted he is entitled to that. There can be no question on that.

Mr. Javed Jabbar: Yes, Sir, but I only state the factual position that Pakistan is possibly the only country in the world where the Chief of Army Staff is also the Head of State.

No. 2, Sir. The honourable Minister for Justice was not a member of the Senate, and not a member of the negotiating team which undertook and obtained this solemn assurance from the Prime Minister of Pakistan. Prof. Khurshid Ahmad and certain other members and yours truly, myself, were members of the team. We understood the true significance of that commitment made by the Prime Minister. He, the present Minister of Justice with all due respect, has come in later and may not be aware of the implications or the morality of the commitment that was made to us.

No. 3, Sir, we do not refer to cases of rape or murder. Even though, we believe that people who are accused of rape or murder deserve a fair public trial. We refer specifically to cases of political workers and political leaders.

No. 4, Sir, this theory about the Eighth Amendment having been passed and therefore, no more need to be said about Martial Law, is unacceptable. The validation of any act does not preclude or exclude legislative review or scrutiny from time to time; whether it is legislation that you undertake through Ordinance whether the President bails out a Prime Minister or whether a legislature takes note of changed conditions. It is always possible for a legislature to review what has already been done, and to undo what may have been done.

No. 5, Sir The judicial process to which the Justice Minister refers as he well knows is slow, tortuous and extremely expensive It is the most impractical method in this country to seek justice particularly for convicts of the Martial Law period and lastly Sir, he says, he repeatedly says that this is not an easy matter. All I have to say in response is that justice is the easiest thing in the world if the will for justice is there. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Prof. Khurshid Ahmad.

پروفیسر خورشید احمد: میں صرف دو باتیں عرض کروں گا۔ جناب جاوید جبار صاحب نے پوری بات پیش کر دی ہے۔ میں اس کی پوری پوری تائید کرتا ہوں۔

پہلی چیز تو یہ ہے کہ جس جوڈیشل پراسس کی طرف ہماری توجہ وزیر انصاف نے دلائی ہے وہ خود اس سے واقف ہیں کہ عدالتیں کس طرح بمشکل معمولی سے سوراخ سے داخل ہونے کی کوشش کر رہی ہیں کہ کسی طرح اس دور میں جو ظلم یا زیادتیاں ہوئی ہیں اُن کے مداوے کا کوئی راستہ کھولا جائے۔ جب کہ اصل کام لیجسلیچر کا ہے کہ وہ اس سلسلے میں آگے بڑھے، مناسب قانون سازی

کرے اور لوگوں کو ان کا حق دلوائے۔

دوسری بات انہوں نے hardship cases کے بارے میں کہی ہے۔ میں پورے ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ وزیر قانون ایک نہایت نامور وکیل ہیں۔ قانون کی نزاکتوں سے واقف ہیں۔ hardship cases میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن میں ایک شخص کو جتنا اس نے جرم کیا ہے اس سے زیادہ سزا دی ہے۔ اگر جرم اور سزا، ایک دوسرے سے متناسب نہیں ہیں۔ تو یہی hardship case ہے۔ اگر ایک نے ایک جھنڈا لہرایا ہے یا ایک پوسٹر لگایا ہے اور اس جرم پر آپ اسے عمر قید کی سزا دیتے ہیں تو یہ ایک hardship case ہے۔ یہ ایک injustice ہے یہ ایک ظلم ہے اور اسی کا مداوا کرنے کے لیے اس معاہدے کے اندر یہ بات رکھی گئی ہے۔ اس لیے ان کا یہ کہنا درست نہیں ہے۔ جس بات کا وعدہ کیا گیا تھا اسے پورا ہونا چاہیئے۔ اور ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اس ایوان کے سامنے اس رپورٹ کو آنا چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ حکومت کو بتانا چاہیئے کہ اس پر حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں۔ اس کے بغیر اس معاہدے کی روح اور الفاظ پورے نہیں ہوتے اور جب تک وہ پورے نہیں ہوتے، یہ ایک بریچ آف پریولیج ہے۔ شکریہ!

Mr. Chairman: Since a great majority of the points raised today had been raised on an earlier occasion also and I had tried to cover them in my last ruling. With your permission I will begin by briefly referring to that ruling. I think that would place the entire matter in its proper perspective. What I had said in that ruling and this was I think on the 15th of January, 1987.

"The Chairman held the motions *prima facie* in order, and observed that the sum and substance of the motions was that there had occurred a breach of privilege of the House due to non-fulfilment of the commitment made by the Prime Minister on the floor of the House on 31st October, 1985 regarding the work of the Special Committee, set up by him, to examine among others, certain aspects of the Constitution, and to suggest a procedure and framework for review of the hardship cases of the Martial Law period".

These are the exact words of the terms of reference to suggest a procedure and framework for review of the hardship cases of the Martial Law period.

"According to the record, the committee was required to submit its report and recommendations initially by 30th June, 1986, and subsequently this period was extended to 30th June, 1986".

[Mr. Chairman]

In 1986 it was again extended further to September and then I wanted to skip some of those steps.

"The movers of the motion contend that even after the lapse of 12 months", Now I think it is 24 months, the committee has not made a single public announcement specifying the procedure by which affected people could seek redress as promised, nor had the committee made any public announcement on the progress of its work. The Chairman further recalled that the privilege motion had been moved earlier also by Mr. Javed Jabbar on the same subject and the then Justice Minister had assured the House that the committee would 'as far as humanly possible', finalize its recommendation and submit its report within the time allotted to it. He had ruled that motion (the Chairman) out of order on the ground that the six months time then allotted to the committee had not expired and, therefore, the motion was anticipatory at that stage. However, he had also observed that the privilege of the House would be breached if within six months the Committee did not 'deliberately' submit the report to satisfy the House.

The situation now was, **the Chairman observed,** that even after the lapse of that period the Committee had not been able to finalize its recommendations and submit its report. While it was not necessary for the Committee, as was contended and as is being contended today, by the movers of the motions, to make public announcements in regard to the general progress of its work, as the terms of reference of the Committee did not require it to do so; nor for the Committee to submit a report directly to the House because it was, as argued by the Justice Minister, in the strictly technical sense, not a Committee of the House but that of the Prime Minister; yet the Committee was required to submit its recommendation to the Prime Miniter within the stipulated time to take a decision thereon and for the Prime Minister or for someone on his behalf in the Government to inform the House of the recommendations and the decisions as to what procedure and framework was going to be set up for the review and redress of the Martial Law cases. The Chairman was of the view that the failure on the part of the Committee to finalize its recommendation and submit its report to the Prime Minister and for the latter to inform the House of it within the **stipulated** period did amount in the technical sense to 'a breach of commitment'.

The Chairman next examined whether the breach of commitment given in the House amounted to a breach of the privilege of the House. The Chairman said that as was pointed out by the Justice Minister this House had consistently held that ordinarily as assurance given by a Minister on the floor of the House will not amount to a breach of privilege unless it could be shown that there was ***ab initio*** a deliberate attempt on the part of the Minister to mislead the House or that the subsequent failure to implement the commitment was the result of a deliberate and wilful act of commission or omission. In normal circumstances, the Chairman went on to state, he would have adhered to that ruling for the reason that a number of exogenous factors, as had been spelled out in some earlier ruling, impinge on the implementation stage of a resolution or an assurance as practically, all assurances making implementation difficult and uncertain within a rigid frame of time. In the present case, however, and this was the crux of the ruling, "the time within which the assurance had to be fulfilled was of the essence and an

all out effort should have been made to redeem the same because on it hinged, as has been contended, the fate of scores of convicted persons who allegedly are suffering from continued denial of the right of appeal to a competent civil forum -which has become particulrly important after the lifting of the Martial Law, the restoration of fundamental rights, and the resulting upsurge in expectations from the new civilian set up and democratic institutions including this House. Now deliberate in-attention or deliberate delay in attending to such matters will simply mean leaving problems to be overtaken by time, instead of trying to resolve them through a conscious effort of our own. Whether this failure on the part of the Committee to produce its report has been deliberate or it can be attributed to reasons beyond its control the Committee on its part having made a genuine and earnest effort to fulfil its assignment is a question of fact which can be determined by the Privileges Committee in the light of the work done by the committee and the evidence and circumstances attending the delay. For the aforesaid reasons, the Chairman held the motion ***prima facie*** in order".

And then on a motion by Mr. Javed Jabbar which was referred to the Privileges Committee, the Privileges Committee, I am told, has finalized its work and I am also informed that it is going to present its report as for this ruling is concerned I think tomorrow or at the next sitting whenever we meet. Now the question is and this is how I look at the whole issue, the period or the total delay can be divided into two parts. The part upto January, 1987 which has been covered by this ruling and the subsequent six months in which the report has been submitted to the Prime Minister. Mr. Javed Jabbar deals with the issue in its general terms as he had argued on the previous occasion and I think basically all the points that he had raised were covered by this ruling and I think the ruling is still valid to that extent. The other, unfortunately Maulana Kausar Niazi is not here but he has raised a slightly different point. I think this was also referred to by Mr. Javed Jabbar in his elaboration and that is, I will just read it out.

"مارشل لاء اٹھانے سے قبل وزیر اعظم صاحب نے سینیٹ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ جلد ہی مارشل لاء کے سزا یافتہ قیدیوں کو بالخصوص سیاسی قیدیوں کے ہارڈشپ کیسز پر نظرثانی کرنے کے لیے قانونی طریقۂ کار وضع کریں گے۔ اِس مقصد کے لیے سینیٹ کی ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔ پہلے تو بہت سا وقت اِس کمیٹی نے لے لیا۔ لیکن اَب جون ۸۷ء میں اِس کمیٹی نے بھی اپنی رپورٹ جناب وزیر اعظم کو پیش کر دی ہے۔ مگر سَن ۸۷ء ختم ہو چکا ہے۔ اَب تک اِس کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کرانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔"

So, his complaint is that it is not the general delay but the delay that has taken place on the part of the Prime Minister after he has received the report of the committee, that it has also taken more than six months and the Prime Minister has not come to any decision as yet. That is, what he considered that this also amounts to a breach of privilege, I think as, in paranthesis, was referred to by Mr. Javed Jabbar also.

[Mr. Chairman]

Now we have to decide whether it is a fact that Justice Minister has just now stated that a report within the time which was stipulated including the extension was submitted to the Prime Minister. The report is now with the Prime Minister. Is there any ruling, and I would like somebody to enlighten me on this and educate me on this, is there any ruling on which the Government or the Prime Minister or anybody in his position can be expected to take a decision within a stipulated period of time. As I have said in the previous ruling that if there are genuine difficulties, I think they must be appreciated and they must be taken cognizance of. Now here we have to look into this question, I think, it is for the Justice Minister to go into details, but I think the one genuine difficulty which I feel would be there before the Prime Minister is that we have in the Constitution the new Article 270A which reads:

"270A (1) The Proclamation of the fifth day of July, 1977, all President's Orders, Martial Law Regulations, Martial Law Orders and all other laws made between the fifth day of July, 1977, and the date on which this Article comes into force, are hreby declared, notwithstanding any judgement of any court, to have been validly made by competent authority and, notwithstanding any thing contained in the Constitution, shall not be called in qustion in any court on any ground whatsoever".

Then further it says:

'270A (2) All orders made, proceedings taken and acts done by any authority, or by any person, which were made, taken or done or purported to have been made, taken or done, between the fifth day of July, 1977, and the date on which this Article comes into force, in exercise of the powers derived from any Proclamation, President's Orders, Martial Law Regulations, Martial Law Orders, enactments, notifications, rules, orders or bye-laws, or in execution of or in compliance with any order made or sentence passed by any authority in the exercise or purported exercise of powers as aforesaid, shall, notwithstanding any judgement of any court, be deemed to be and always to have been validly made, taken or done and shall not be called in question in any court on any ground whatsoever".

The point that I am trying to raise is that I have not seen the report of the Committee, I really do not know what the Committee has recommended to the Prime Minister. The Committee's Report, according to the original dispensation of the terms of reference given to the Committee, was not supposed to come to this House before the Prime Minister had seen it although in my ruling I had said that it was the duty of the Government, it was the duty of the Prime Minister or somebody on his behalf, after a decision had beentaken to inform the House of what the Committee has done and what the Governmnt was thinking about that particular report, but we have to take cognizance of th genuine difficulties which a Government or for that matter the Prime Minister if he has to take the ultimate decision will have to face. Here we have a constitutional provision which ousts the jurisdiction of the court and which, for that matter, also ousts the jurisdiction of any executive authority to review those cases. *(Interruption)*

-- You just wait. Do not be impatient. I will cover your point also, I have that in mind.

Mr. Javed Jabbar: Sir, Article 45.

Mr. Chairman: I will come to that, if you will just be patient.

Now this being the position; can an executive authority over-ride the Constitution which was unanimously approved—all these **laws**, punishments, etc., awarded they were affirmed by the parliament of this country. I am not going into the reasons whether they were good reasons, bad reasons but the fact remains that they were affirmed by the parliament of this country. Now what is the remedy which is now available. The courts say, as the Justice Minister has already pointed out (I have seen only the Lahore High Court Judgement, I have not gone into the Sind High Court judgement) they have commented that the ouster of jurisdiction as contemplated by this Article 270A of the Constitution is not absolute. That the courts are still entitled, they have the limited jurisdiction to review cases which are either *quorum non judice* that is to say, where power has been exercised without the court having jursidiction or which suffer from *malafides*. Actually that matter remains *sub judice*. I cannot pass a judgement and I think this House would not be correct in passing a judgement on that till such time that the *sub judice* status of that case is removed and the Supreme Court has decided on it.

Now what is the other remedy that we are left with. The only other remedy left is Article 45 to which Mr. Javed Jabbar referred. Article 45 reads:

> "45. The President shall have power to grant pardon, reprieve and respite, and to remit, suspend or commute any sentence passed by any court, tribunal or other authority".

What the committee was supposed to do was to suggest a framework for the examination of these cases. It was not supposed to go into these cases itself but if we have to invoke the authority of Article 45 then it means that the hundreds of cases (I assume that that figure is correct)—they will have to be examined individually. With reference to that at one stage I remember Mr. Wasim Sajjad raising the point that it is a very protracted exercise because hundreds and thousands of cases, I think were the words used, will have to be examined; and I had to interrupt him and tell him that this is not the duty and the job of the committee. The Committee is only supposed to set up a framework for the examination of these cases and not beyond this.

Now the constitutional provisions if they are coming in the way then I think the only alternative left is to examine these cases individually. When it comes to individual examination (I have dealt with cases of clemency in various capacities) firstly the Interior Ministry has to exercise a judgment on this, because these are cases which have passed through the ultimate gamut of the Highest Court, as to what degree of clemency should

[Mr. Chairman]

be exercised in a particular case depending on the judgment, depending on the evidence, depending on whatever crime has been committed, etc. After that it goes to the Law Ministry. After the Law Ministry has examined and gone through the same exercise then it comes to the Prime Minister's Secretariat and since it is to be done by the President, ultimately then there is another examination made in the President's Secretariat also, although after the restoration of the Constitution the President would be, to my way o of thinking, bound by the advice given to him by the Prime Minister, but it does requir three stages to examine all those individual cases.

So, from the time of submission of the committee's report till today which means roughly about six months, if this exercise has not been completed then I think the privilege of this House has not been breached because this was an exercise which legitimately required that time for examination. However after the other report on the privilege motion which I have already held in order comes before the House at the next sitting you can then, I think, in discussing that report come to some definite conclusion. But for the time being and for the reasons that I have given, I think, this would not be a question of privilege at this stage. I would only request that Justice Minister and the government benches for that matter that as has been promised by the Justice Minister whatever the government wishes to do in this particular case, I hope they would inform this House in good time.

Mr. Wasim Sajjad: Yes Sir, as I said, I expect that the announcement will be made before the present session ends.

Mr. Chairman: Thank you. So, on these basis I would hold this motion out of order.

Next, this is Professor Khurshid Ahmad's and I think two others, Mir Dad Khel and Qazi Abdul Latif.

(ii) *RE*: WRONG STATEMENT OF THE JUSTICE MINISTER REGARDING NON-COOPERATION OF SPONSORS OF SHARIA BILL.

Prof. Khurshid Ahmed : بسم الله الرحمن الرحیم I would like to give notice for the following privilege motion under Section 58 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate:—

The Minister for Justice and Parliamentary Affairs has said that the Private Sharia Bill would not be considered by the ..... Senate because the Special Committee appointed has not been able to poceed further in view of the lack of response from the movers of the Bill. The fact of the matter, however, is that the movers of the Bill as well as myself and Qazi Hussain Ahmad Sahib, the members of the committee from the

opposition, resigned from the said Special Committee and never accepted to serve on that Committee. The honourable Minister for Justice and Parliamentary Affairs has not presented the position correctly and as such has violated the Privilege of the members who dis-associated themselves from the Committee. I therefore, beg to move that the issue be taken up by the Privileges Committee.

جناب چیئرمین: شکریہ!

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ اس ایوان کے سامنے تقریباً دو سال سے شریعت بل زیر غور ہے۔ یہ بل مختلف مراحل سے گذرا اور گزشتہ سیشن میں جب وزیر مذہبی امور نے ایک سپیشل کمیٹی بنانے کی تجویز پیش کی تو ہم نے اس کی مخالفت کی۔ اور جب ہماری مخالفت کے باوجود وہ کمیٹی بنا دی گئی تو ہم نے اس سے اپنی برأت کا اعلان کیا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ طریقہ حکومت نے اس بل کو معرض التوا میں ڈالنے اور نفاذ شریعت کے مسئلے کو معطل کرنے، مؤخر کرنے کے لیے اختیار کیا۔ اس بنا پر ہم نے اس کمیٹی میں serve کرنا اپنے لیے مناسب نہیں سمجھا۔ حکومت کے لیے کھلا کھلا راستہ ہے۔ اس کے پاس اکثریت بھی ہے اگر فی الحقیقت وہ اس بل کو ختم کرنا چاہتی ہے تو اس میں اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہیئے کہ وہ اسے اپوز کرے اور اسے ڈیفیٹ کرے۔ اور پھر قوم کو face کرے۔ لیکن جو راستہ اس نے اختیار کیا ہے وہ تاخیری حربے وہ غلط ماننیاں ہیں اور اس وقت میں خصوصیت سے ان غلط بیانیوں کے پہلو کی طرف آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وزیر عدل یہ بات کہہ سکتے تھے کہ اس بل کے اصل مجوز اور وہ دوسرے افراد جو اس کی تائید کر رہے ہیں اور جنہوں نے اس کے بارے میں ترامیم پیش کی ہیں۔ انہوں نے اس کمیٹی میں شرکت قبول نہیں کی۔ ان کے پاس ان حضرات کے بغیر بھی کورم موجود تھا۔ وہ اپنی میٹنگ کر سکتے تھے۔ وہ کوئی رپورٹ لا سکتے تھے۔ اور یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ بالعموم ایک کمیٹی کے بننے کے بعد ایک مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ ایوان میں آنی چاہیئے۔ الاّ یہ کہ کوئی خاص چیز مانع ہو۔ لیکن ان تمام چیزوں سے صرف نظر کرتے ہوئے انہوں نے ایک لمبا راستہ اختیار کیا جس سے ہماری پوزیشن کو مجروح کیا۔ ہماری پوزیشن پہلے دن سے یہ ہے کہ یہ کمیٹی غلط بنی ہے اس کمیٹی کا مقصد اس بل کو improve کرنا نہیں ہے۔ اس بل

[Prof. Khurshid Ahmad]

کو improve کرنے کے لیے جو راستے اختیار کیے جا سکتے تھے ایوان کے اندر، ایوان کی کمیٹیوں میں ایوان کے باہر۔ ان میں سے ہر ایک کا تجربہ ہم نے کر کے دیکھ لیا۔ اور اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ حکومت اس بل کے بارے میں نہ سنجیدہ ہے نہ مخلص ہے۔ اور نہ فی الحقیقت یہ چاہتی ہے کہ ہمارے قدم نفاذ شریعت کے بارے میں آگے بڑھیں۔ ایک نہیں متعدد میٹنگیں ہوئیں اور مختلف سطح پر ہوئیں۔ وہ سب بیکار رہیں تو اپنے اس تمام ریکارڈ پر پردہ ڈالنے کیلئے یہ بات کہنا کہ یہ کمیٹی اس لیے کام نہیں کر سکی کہ مجوزین نے تعاون نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ حقائق کی غلط بیانی ہے۔ اور خاص طور سے وہ تمام افراد جو اس کمیٹی کے لیے اس ایوان نے نامزد کیے تھے اور جنہوں نے اپنی معذوری کا اظہار کر دیا تھا، ان کے ساتھ صریح زیادتی ہوئی ہے۔ وزیر عدل کو کم از کم حقائق صحیح صحیح بیان کرنے چاہئیں۔ اور جیسے میں نے عرض کیا کہ یہ بل قوم کے سامنے ہے۔ اس پر بحث ہو چکی ہے اور اس پر عوام سے آراء آ چکی ہیں۔ اس پر علمائے کرام نے اپنی رائے ظاہر کر دی ہے۔ اور اب یہ بات کہنا کہ اب وہ اس پر کوئی اتفاق رائے لینا چاہ رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ مہمل بات کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ لیکن اصل موضوع یہ ہے کہ انہوں نے شریعت بل کو معرض التوا میں ڈال رکھا ہے۔ پورا کام تعویق میں پڑا ہوا ہے۔ اور غلط طور پر انہوں نے مجرم ٹھہرایا ہے ان افراد کو جو دراصل اس کے محرک ہیں اور جن کی ساری قوت اس پہ لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح یہ بل پاس ہو اور ملک میں شریعت کے نفاذ کا دروازہ کھلے۔ تو جو لوگ شریعت کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ ہیں اُن کو سامنے آنا چاہیئے۔ اور ان کو ان حقائق کو face کرنا چاہیئے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں درخواست کروں گا آپ سے کہ آپ اس موشن کو ایڈمٹ کریں۔ اور پریولیج کمیٹی اس معاملے کو ایگزامن کرے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: اسی موضوع پہ دو اور تحاریک جناب قاضی عبداللطیف صاحب اور جناب میر داد خیل صاحب کی بھی ہیں۔ ان سے بھی موشن پڑھنے کے لیے مجھے کہنا چاہیئے۔ ا۔ لیکن سہواً وہ رہ گئے۔ تو ابھی آپ موشن بھی پڑھ لیں۔ اور اگر آپ اس کی توضیح کرنا چاہیں وہ بھی ارشاد فرمائیں جی جناب قاضی صاحب

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں تحریک کرتا ہوں کہ سینیٹ کے ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر ایوان کو بحث کا موقع دیا جائے۔ جناب وسیم سجاد وزیر عدل وانصاف نے اخبارات۔ ٹی وی۔ ریڈیو کو بیان دیا ہے کہ شریعت بل میں تاخیر محرکین کے عدم تعاون کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جناب والا! اس بیان سے میرا بحیثیت ممبر سینیٹ نیز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور ہماری شہرت کو دیدہ دانستہ مجروح کرنے کی بدترین کوشش کی گئی ہے۔ لہذا ایوان کو اس پر بحث کا موقع دے کر اسے استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب چیئرمین : آپ وضاحت بھی ساتھ ساتھ کرتے جائیں۔

قاضی عبداللطیف : گزارش یہ ہے جناب والا! جس طرح کہ ہمارے محترم پروفیسر صاحب نے فرمایا میں اس کے متعلق اتنا ہی عرض کروں گا کہ یہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی بدترین مثال قائم کی گئی ہے۔ حکومت دیدہ دانستہ اس بل کو تین سال تک ٹالتی رہی۔ اور جس وقت انہوں نے اسے کمیٹی کے حوالے کیا جناب والا! آپ حیران ہوں گے کہ یہ اسمبلی کی تاریخ کی عجیب ستم ظریفی اور تاریک پہلو ہے کہ میرے استعفیٰ کو جو میں نے یہاں پڑھ کر پیش کیا تھا، اسکو اسمبلی کے ریکارڈ سے بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ اور حکومت اس وقت اپنی اکثریت کے گھمنڈ میں ناجائز کو جائز اور حقیقت کے خلاف بیان دے کر دوسروں پر الزام تراشی کرنا چاہتی ہے۔ لیکن میں اسے کہتا ہوں

جو مطمئن لب ساحل پہ ہیں انہیں کہہ دو
کہ یہ کنارے بھی اک روز ڈوب جائیں گے

یہ اکثریتیں اس ایوان میں بہت سی گذری ہیں۔ میں حیران ہوں کہ جس بل کے لیے اسمبلی اور پارلیمنٹ کے تمام قواعد پورے کر لیے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ بھی آچکی ہے اور جس پر ہم نے بار بار کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء، جدید تعلیم یافتہ، ججز اور وکلاء موجود ہیں انہوں نے اپنی علمی کاوش کی بنیاد پر ایک بہترین رپورٹ پیش کی ہے۔ اسی کے مطابق اسے لایا جائے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ انکو بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اور اس کا بھی اعتبار نہیں کیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود آج وزیر قانون وانصاف یہ الزام ہم پر لگاتے ہیں کہ جنہوں نے تین سال تک اس کے متعلق ہر قسم کی جدوجہد کی ہے اور ان کو ہر موقع پر یہ کہا ہے کہ تمہارے پاس اگر وہ متفقہ بل ہے تو کیوں نہیں لاتے ہو جس کے متعلق وہ تین سال سے کہہ رہے ہیں کہ ہم ایسا بل لائیں گے جو تمام کے لیے

[Qazi Abdul Latif]

متفقہ ہوگا۔ وہ ہے کیا بلا؟ اسے ہمارے سامنے تو لائیں۔ لیکن آج تک نہ تو وہ لایا گیا ہے اور نہ ہمارے بل کو منظور کیا گیا ہے۔ اس کو ایوان سے نکالنے اور ایجنڈے سے پس پشت ڈالنے کے لیے یہ کارروائی کی گئی ہے کہ جو ستم ظریفی انہوں نے نویں ترمیمی بل کے ساتھ کی تھی، وہی کارروائی آج یہاں انہوں نے اس کے ساتھ بھی کی ہے۔ لہٰذا اس سے یقیناً ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مہربانی فرما کر اسے منظور کیا جائے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جہاں تک آپ کے استعفیٰ کا سوال ہے۔ وہ ہمارے ریکارڈ پر موجود ہے۔ آپ کا، پروفیسر خورشید احمد صاحب کا، سمیع الحق صاحب کا اور قاضی حسین احمد صاحب کا۔ وہ سب ریکارڈ پر ہیں۔

قاضی عبداللطیف: جناب گزارش یہ ہے کہ جو یہاں میں نے پیش کیا تھا وہی بعینہٖ موجود ہے؟

جناب چیئرمین: یہ مجھے علم نہیں ہے، لیکن ہے سہی۔

قاضی عبداللطیف: ایک تو جناب والا! یہ بتلایا جائے کہ انہوں نے استعفیٰ دیا ہے اور ایک یہ ہے کہ میں نے جو کچھ یہاں پیش کیا تھا کیا وہی ریکارڈ میں موجود ہے؟

جناب چیئرمین: ہاں وہ بھی موجود ہے، یہ جو لمبا آپ کا خط ہے، وہ بھی ریکارڈ میں موجود ہے۔ جس میں بہت کانٹ چھانٹ سب کچھ ہوا۔

قاضی عبداللطیف: میں نے سیکرٹریٹ سے پوچھا تھا، مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ کو ہم اطلاع کریں گے لیکن آج تک مجھے اطلاع نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: یہ دونوں ہیں۔ آپ کا بھی، اور سمیع الحق صاحب کا بھی، دونوں کے اس پر دستخط ہیں۔ اور آپ کا علیحدہ بھی ہے۔

Mr. Hasan A. Shaikh. Point of Order, Sir.

Mr. Chairman: Yes, please.

Mr. Hasan A. Shaikh: A mis-statement had been made on the floor of the Hous I think he should appologize and withdraw that.

Mr. Chairman: Well, if he does not know that whether it is on our record or not. The record is not easily accessible.

Mr. Hasan A. Shaikh: He should have not said; it is not there unless he had first confirmed that it was not there.

Mr. Chairman: I think, statements of this type if we take cognizance of those we will be doing nothing else but criticising each other on that score.

میر داد خیل صاحب، اپنی موشن پڑھ لیں

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: میں تحریک کرتا ہوں کہ جناب وزیر عدل وانصاف وسیم سجاد صاحب نے اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ میں یہ بیان دیا ہے کہ شریعت بل میں تاخیر اصل میں محرکین کے عدم تعاون کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہمارا اور ایوان کے ممبران کا وزیر کے بیان سے استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا ایوان میں اس پر بحث کی جائے۔

جنابِ والا! جس طرح وزیرِ محترم نے ایک بیان تو دیا اور اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آتا لیکن دوسری آنکھ کا تنکا ان کو ضرور نظر آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے یہ ایوان معرضِ وجود میں آیا اور مارشل لاء ختم ہونے کے بعد جمہوریت آئی تو سب سے پہلے اِس ملک میں اسلام کی بالادستی کو قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرنے کے لیے نفاذِ شریعت کا بل یہاں پیش کیا گیا۔ تاکہ پاکستان کے عوام امن وسکون کے ساتھ رہ سکیں لیکن بدقسمتی سے حکمران طبقہ یعنی موجودہ حکومت ایک سیلاب کی طرح برسرِ اقتدار تو آئی ہے لیکن اِس کے جانے کے بعد جو خدشات اور جس طرح وہ خرابیاں ایک سیلاب کے بعد ہوتی ہیں وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہوں گے۔ لیکن اِس کے ساتھ ساتھ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اِس ملک میں شریعت کا نفاذ ہو۔ واقعتاً ہم یہ دل وجان سے چاہتے ہیں لیکن حکومت دل وجان سے اِس کو نہیں چاہتی اور یہ ٹال مٹول سے کام لیتی ہے۔ اگر اِن کا اپنا کوئی مقصد ہو، معمولی سی بات ہو یا بل ہو تو اس کے لیے ہنگامی اجلاس طلب کیا جاتا ہے۔ اور ایک دِن سے پہلے اِس پروگرام میں ردوبدل کر کے اپنا بل پیش کرنے کے لیے نہایت ہی چابکدستی اور بہت ہی جلدبازی سے وہ کام نپٹا لیتی ہے۔ لیکن اَب چونکہ حکومت کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اور پاکستان کے لیے ہم یہ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں۔ لیکن بات جب سامنے آجاتی ہے اور امتحان کا وقت آجاتا ہے اور بل پیش کیا جاتا ہے۔

[Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel]

تو اس پر ٹال مٹول سے کام لیا جاتا ہے تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت شریعت کی بالادستی کے قائم کرنے میں مخلص نہیں ہے - اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ پاکستان کے عوام حق بجانب ہوں گے کہ وہ اپنے حقوق کے لیے اور اس بات کے لیے جو اسلام کے شیدائی ہیں۔ وہ یہ پوچھ سکتے ہیں کہ یہ ملک قائداعظم کی سرپرستی میں اس لیے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں اسلام کا نفاذ ہوگا، اسلامی نظام اسلامی شریعت قائم ہوگی - لیکن انہوں نے کیوں اصولوں سے انحراف کیا ہے - لہٰذا اس ... ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ تحریک جو پیش کی گئی ہے اس کو استحقاق کمیٹی کے سامنے لایا جائے اور اس طرح اس ایوان کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے، شکریہ !

جناب وسیم سجاد: جناب چیئرمین ! اس تحریک استحقاق کی بنیاد ایک وہ بیان ہے جو میں نے غالباً ٹیلی ویژن کے سامنے یا کسی اخبار نویس کے سامنے دیا تھا۔ مجھ سے پوچھا گیا تھا۔ کہ کیا شریعت بل اس آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے گا تو میں نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ وہ پیش نہیں کیا جا سکے گا - انہوں نے پوچھا کہ کیوں نہیں کیا جا سکے گا - تو میں نے عرض کیا تھا کہ پچھلے اجلاس کے بعد جو ایک خصوصی کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کا ایک اجلاس ہوا، اجلاس کے دوران یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ جو محرکین اس بل کے ہیں وہ موجود نہیں ہیں اور یہ بل اس چیز کا متقاضی ہے کہ اس میں محرکین بھی شامل ہوں - تاکہ اسلام کے نام پر تفرقہ نہ ہو - ہم ایسا کوئی بل یا ایسا کوئی لائحہ عمل تیار کریں جو سب کے لیے قابلِ قبول ہو - اس لیے ہم نے ان محرکین کو دوبارہ دعوت دی ہے کہ مہربانی کر کے اس میں شرکت کریں اور ہمارے ساتھ تعاون کریں - جس وقت یہ بیان میں نے دیا تھا میں نے صرف واقعات بیان کیے تھے - جناب والا ! میں پھر کہوں گا کہ واقعات یہی ہیں، کمیٹی نے جس وقت اجلاس کیا تو کمیٹی کے سامنے یہ بات تھی کہ اخبارات کے مطابق اور ایوان میں انہوں نے اپنے استعفے پیش کیے ہیں - گو کمیٹی میں اس بات پر بھی بحث ہوئی تھی کہ یہ استعفے رولز کے مطابق دیئے گئے ہیں یا نہیں لیکن اس سے قطع نظر سوال یہ تھا کہ اگر استعفے دیئے بھی گئے ہیں تو دوبارہ ان سے درخواست کی جائے اور میرے خیال میں ان کو تحریری درخواست کی گئی ہے کہ استعفوں کے باوجود وہ آئیں اور تعاون کریں تاکہ اس مسئلے پر آپس میں کوئی اختلافِ رائے نہ ہو -

جناب والا! جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں ایوان کے اندر اور ایوان کے باہر شریعت بل کے مسئلے پر شدید اختلافات ہیں۔ محرکین اور ان کے ساتھی ایک نقطہ نظر کے حامل ہیں۔ کچھ اور لوگ مختلف نقطہ نظر کے حامل ہیں۔ اور اس لیے ہم یہ چاہتے تھے کہ شریعت بل کے بارے میں جو بھی فیصلہ کیا جائے وہ ایسا فیصلہ ہو جو پاکستان کے عوام کے لیے قابلِ قبول ہو۔ جناب مجھے ایک بات کا افسوس ہے کہ ایک بیان قاضی صاحب کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ مسلم لیگ اسلام کے نام سے الرجک ہے۔ مجھے انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ پاکستان مسلم لیگ کا آئین اٹھا کر دیکھ لیں جس میں صاف طور پر، واضح طور پہ یہ لکھا ہوا ہے کہ پاکستان اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ پاکستان میں ہم چاہتے ہیں کہ ایک ایسا نظام قائم ہو جہاں پہ پاکستان کے لوگ انفرادی طور پہ اور اجتماعی طور پہ اسلام کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ پھر میں فخر سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس قراردادِ مقاصد کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ مسلم لیگ نے پیش کی تھی۔ مسلم لیگ کی حکومت نے پیش کی تھی اور وہ قراردادِ مقاصد پاکستان کے تمام آئین جو بنائے گئے ان کا حصہ رہی اور آج اس کو پاکستان کے آئین کا substantive part بنا دیا گیا ہے، یہ بھی مسلم لیگ کی کارروائی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ مسلم لیگ، اسلام کے نام سے الرجک ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں قرآن اور سنت کے مطابق ---------

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ موشن کی ایڈمیسیبلٹی تک اپنے آپ کو confine رکھیں۔

جناب وسیم سجاد: جناب والا! میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے صرف یہ واقعات بیان کیے تھے۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ واقعات جب substantial discussion ہو گی اس میں آپ ضرور بیان کریں۔

جناب وسیم سجاد: جناب والا! جہاں تک بریچ آف پریولیج کا سوال ہے، یہ ایوان کے باہر ایک سٹیٹمنٹ دی گئی۔ اور حقیقت پر مبنی جو واقعات ہوئے تھے۔ کمیٹی کا اجلاس ہوا کمیٹی میں یہ بات تھی کہ انہوں نے استعفے دے دیئے ہیں لیکن اس پر بھی بحث ہوئی کہ استعفے رولز کے

Mr. Wasim Sajjad:

مطابق دیئے گئے ہیں یا نہیں لیکن اِس سے قطع نظر جیسا کہ میں نے یہ عرض کیا کہ سوال یہ تھا کہ استعفیٰ
اگر کوئی دیتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اِس کو دوبارہ درخواست نہیں کی جا سکتی کہ بھئی اس
پر دوبارہ غور کرلو، استعفیٰ واپس لے لو۔ یہ اسلام کی بات ہے، یہ اتحاد کی بات ہے۔ یہاں پر
کوئی ایسا جھگڑا نہیں ہے کہ ہم آپ سے بات نہیں کرتے۔ کیوں کہ آپ ہماری بات نہیں سُنتے
ایک دوسرے کی بات سننے کی بات ہے۔ لہٰذا کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ دوبارہ اِن سے درخواست
کی جائے ریکوئسٹ کی جائے اور آج بھی میں یہ ریکوئسٹ کروں گا کہ اِن چیزوں پر ہمیں اختلاف
نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک دوسرے کی بات سُننی چاہیئے۔ اور کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیئے،
جو پاکستان کے عوام کے لیے قابلِ قبول ہو، شکریہ!

جناب چیئرمین: جو پروفیسر خورشید صاحب کا پوائنٹ ہے وہ دراصل یہ ہے اور
میں آپ کو دوبارہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

The Minister for Justice and Parliamentary Affairs has said that the private Sharia Bill would not be considered by the Senate because the Special Committee appointed has not been able to proceed furthr in view of the lack of response from the Movers of the Bill. The fact of the matter, however, is that the movers of the Bill as well as myself and Qazi Hussain Ahmad, the members of the committee from the opposition resigned from the said Special Committee and never accepted to serve on that Committee. The honourable Minister for Justice and Parliamentary Affairs has not presented the position correctly and as such has violated the privilege of the members who dis-associated themselves from the committee, I therefore, beg to move that the issue be taken up by the Privileges Committee. His real grievance is that you did not refer at any stage to their having resigned and that is why having not participated in the deliberations.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, the question of resignation was in the press we have agair requested them despite their resignations.

Mr. Chairman: In the context of your statement. This is his grievance.

Mr. Wasim Sajjad. Yes Sir, in my statement I did not mention specifically thei resignations but that was public knowledge. It was a statement made in the public tha we have resigned but in the committee it was decided to again request them, despite thei resignations.

Mr. Chairman. Thank you.

Mr. Wasim Sajjad: So, this was the position Sir, that inspite of their resignations we are requesting them, I am again requesting them today that on these matters the Committee would be hampered if we don't have the other point of view then there will be only one point of view and then tomorrow it will be said that only one point of view has come forward. That was the reason why has the Committee decided to again request them. This is the position, Sir.

Mr. Chairman. Thank you.

POINT OF ORDER *RE* : ATTENDANCE OF COMMITTEE MEETING BY THE MEMBER-IN-CHARGE DESPITE RESIGNATION

Haji Muhammad Saifullah Khan: Point of order, Sir.

Mr. Chairman: Yes Please.

Haji Muhammad Saifullah Khan: I will draw your kind attention to Rule 174 read with Rule 139(2). It is, Sir:

Rule 174– "In the absence of special provisions relating to a Select Committee or a Special Committee, the provisions relating to the Standing Committees shall apply *mutatis mutandis* to a Select Committee and a Special Committee".

And under Rule 139(2):

Rule 139(2)– "The Member-in-charge of the Bill or the Minister or member on whose motion any subject or matter was referred to the Committee may attend the meeting of the Committee but shall not vote unless he is a member of the Committee".

یہاں دو پوزیشنز ہو جاتی ہیں سر! ایک تو ممبر انچارج آف دی بل اور ایک ممبر آف دی کمیٹی

May be Special Committee, may be Select Committee, may be Standing Committee. اب جہاں تک اس سپیشل کمیٹی کے ممبر کا تعلق ہے ۔

He can resign and after resignation he is no more member of the Committee that is correct.

میں آپکی رولنگ یہ چاہتا ہوں کہ (2) 139 کے تحت

A Member-in-charge is always entitled to attend the meeting of the Special Commi-

ttee irrespective of the fact that he was the member of the Committee. As he has resigned it was his second position but so far as he remains Member-in-charge of the Bill he is at liberty to attend the meeting and the Committee can always request him to attend the meeting because he is entitled to attend irrespective of the fact that he was the member of the Special Committee and he has resigned. I seek your kind ruling in this respect whether the Committee is justified to request the Member-in-charge of the Bill to attend the meeting inspite of the fact that they have resigned from the membership of the Special Committee. I seek this kind ruling, Sir. Thank you very much.

Mr. Chairman: Qazi Abdul Latif.

قاضی عبداللطیف: جناب والا! ہمارے محترم حاجی صاحب نے پھر وہی پرانی بحث چھیڑ دی۔ ایک تو انہوں نے ہمارے حق پر ڈاکہ ڈالا۔ ممبر انچارج کی حیثیت سے یہ ہمارا ہی حق تھا کہ ہم یہ کہتے کہ اسے کمیٹی کے حوالے کر دیا نہ کرو۔ بہرحال اس کے متعلق جو کچھ ہو چکا ہے سو ہو چکا ہے۔ وہی بات ہے۔ اکثریت کی بنیاد پر انہوں نے جو کچھ کرایا سو کرایا۔ لیکن اس کے بعد وہی ممبر انچارج کو ۔ یہ بتلا رہے ہیں کہ آپ کو لازماً وہاں پیش ہونا ہے۔ جبکہ میں نے احتجاجاً اس سے استعفیٰ دے دیا اور اسی وقت دے دیا تھا کہ یہ ہم سے زیادتی ہو رہی ہے اور یہ طریقہ کار اس کو سرد خانے میں ڈالنے کے مترادف ہے اور جس کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہے۔ جو سلوک آپ نے نویں ترمیم کے ساتھ کیا وہی سلوک یہاں بھی کیا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ یہ حوالہ دے رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ممبر انچارج کی حیثیت سے اگرچہ وہ کمیٹی کا ممبر نہ بھی ہو پھر بھی اسے ضرور پیش ہونا ہوگا۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس سلسلے کے اندر یہ بتائیے کہ حضور والا! کیا ہم ان کے ملازم ہیں کہ اس کے لیے ہم ضرور پیش ہوں گے ہم نے احتجاجاً پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ہم اس میں پیش نہیں ہوں گے۔ اور آپ اس بل کو مسخ کرنے کے لیے سب کچھ کرا رہے ہیں۔ آپ اجازت دیں تو میں وسیم سجاد کے پوائنٹ کی بھی یہاں وضاحت کر دوں جو بار بار وہ کہہ رہے ہیں بھئی ہم ایک ایسا متفقہ بل لانا چاہتے ہیں جو کہ متفقہ ہو۔ کیونکہ اس بل کی شدید مخالفت کی جا رہی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ جتنے بل پیش کر رہے ہیں۔ جتنے قوانین بنا رہے ہیں۔ کیا آپ کا تمام پاکستان اس سے متفق ہے؟ اور تمام اسمبلی اس سے متفق ہے؟ یہ اتنا بڑا الزام ہے جو ہم پہ بار بار لگایا جاتا ہے کتنے افسوس کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب بھی اپنی جگہ صحیح ہیں لیکن اس کا اس ایڈمیبلٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! انہوں نے یہ پوائنٹ پیش کر دیا تھا۔

جناب چیئرمین :۔ ٹھیک ہے کہ آپ نے یہی کچھ عرض کیا ہے۔ اور آپ نے بھی یہی کچھ فرمایا ہے۔ تو اس sense میں دونوں برابر ہیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! ایک گزارش ہے کہ میں نہیں سمجھا کہ میں نے عرض کیا اور انہوں نے فرمایا، اس لیے کہ وہ وزیر ہیں؟

جناب چیئرمین : نہیں وہ میری غلطی ہے۔ میری اردو کی غلطی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اور انہوں نے عرض کیا۔ اس سے آپ خوش ہیں۔

قاضی عبداللطیف : نہیں برابر ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : میں دوسرے لفظ کی تلاش میں تھا لیکن اردو میں میری یہی مشکل ہے کہ اسی وقت پھر وہ دوسرا لفظ نہیں ملتا۔ بہرحال پروفیسر صاحب آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں؟

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! میں ایک بار پھر محترم وزیر عدل کو اس طرف متوجہ کرونگا کہ اگر ان کا کیس اس بات پر مبنی ہے کہ استعفیٰ کی بات اخباروں میں آگئی تھی اور لوگ جانتے ہیں تو پتہ نہیں لوگ اور کیا کیا بات جانتے ہیں جب بھی وہ کسی پالیسی کے بارے میں بیان دیتے ہیں ان تمام باتوں کو نظر انداز کر دیا کرتے ہیں۔ جو لوگ جانتے ہیں ان کا فرض یہ تھا کہ جب وہ ایک ایسے نازک مسئلے پر جو ہماری نگاہ میں دین و ایمان کا مسئلہ ہے ہم اس کے لیے ہر کام اور ہر محنت کو عبادت سمجھتے ہیں۔ آپ کی طرح ٹال مٹول کا راستہ ہم نے اختیار نہیں کیا۔ آپ قوم کے سامنے ہماری یہ پوزیشن پیش کرتے ہیں کہ یہ لوگ تعاون نہیں کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ اس کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ اور اس شرمناک کھیل میں ہم شریک نہیں ہونا چاہتے اسی لیے ہم نے اس کی مخالفت کی تھی، اسی لیے ہم نے اس کمیٹی میں شرکت کرنے سے انکار کیا۔ اور آج بھی انکار کرتے ہیں۔ کہ ہر وہ کام جو آپ اس بل کے ساتھ کھیل کھیلنے کے لیے اختیار کریں گے ہم آپ کے ساتھ شریک نہیں ہوں گے۔ جب جس موقع پر آپ نے اخلاص کے ساتھ دعوت دی ہے۔ اور ہم نے محسوس کیا کہ آپ serious ہیں تو ہم گئے، ہم نے بات کی ہے۔ آپ سے بات کی ہے، وزیر مذہبی امور سے بات کی ہے، پرائم منسٹر سے بات کی ہے۔ لیکن آپ ہمیں taken for granted نہیں لے سکتے۔ جس وقت آپ کوئی بیان دیں آپ کا فرض ہے آپ

Prof. Khurshid Ahmed)

پوری صورتِ حال قوم کے سامنے رکھیں۔ اگر آپ آدھی بات رکھیں گے اور آدھی بات نہیں رکھیں گے اور اِس کا تعلق اِس ایوان اور اس ایوان کے ممبر سے ہوگا تو فطری طور پہ آپ ان کے پریویلیج پہ ہاتھ ڈال رہے ہیں۔ جس کی آپ کو جوابدہی کرنا پڑے گی۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے وزیر مذہبی امور نکتہ طرازی کے ماہر ہیں۔ یا نہیں، لیکن ہمیں یہ پتہ ہے کہ وہ رولز آف بزنس کے بہت ماہر ہیں۔ اور انہوں نے جس قاعدہ کا سہارا لیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ غالباً اِس پہ آپ اپنی رولنگ تو دینگے ہی۔ لیکن قاعدہ ۱۳۹ (۲) بہت واضح ہے۔

' The member-in-charge of the Bill or . . . or the Minister or member on whose motion any subject or matter was referred to the committee. . . . "

یہ ایک جملہ ہے جس کے اندر یہ بات واضح کی جا رہی ہے کہ کوئی معاملہ کمیٹی کو ریفر کرنے کی شکلیں کیا کیا ہو سکتی ہیں اور اِس context میں بتایا جا رہا ہے

may attend the meeting of the Committee'

چاہے وہ اس کا ممبر ہو یا نہ ہو۔ یہاں صورت حال بڑی مختلف ہے۔ [illegible] may کا مسئلہ نہیں تھا۔ بلکہ ہم . . . باقاعدہ اِس کمیٹی کے ممبر بنائے گئے تھے لیکن ہم نے ممبرشپ کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اِس لیے کہ ہم سمجھتے تھے کہ اِن حالات میں جن میں یہ کمیٹی بنی یہ دستوری قانونی روایات کے خلاف تھا۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ جس طرح یہ کام کیا جا رہا ہے اِس سے شریعت بل کی کوئی خدمت نہیں ہو گی۔ اس بنا پر ہم نے اِس سے اعلان برأت کیا اس کے بعد ہمارے may or may not attend کا سوال irrelevant ہے اسی بنا پر movers سے اس کے بعد کوئی بات کی گئی تو ہمیں اس کا علم نہیں بلکہ ہم نے اس کمیٹی میں شرکت سے انکار کیا۔ آپ کو قوم کے سامنے ہماری یہی پوزیشن رکھنی چاہیئے تھی کہ اس کمیٹی کو Movers اور اپوزیشن کے لوگوں نے تسلیم نہیں کیا ہے اسکے بعد آپ اپنی یکطرفہ رپورٹ لانا چاہیں بے شک شوق سے

لائیں۔ اس سے پہلے بھی آپ لا چکے ہیں لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اِس ایوان کے سامنے اِس سے پہلے دو بار اِس مسئلے کے اوپر کمیٹی کی رپورٹیں آچکی ہیں۔ ایک سٹینڈنگ کمیٹی کی، اور ایک سلیکٹ کمیٹی کی۔ سلیکٹ کمیٹی میں صرف ایک فرد کی جو ۔۔۔۔ ex-officio چیئرمین تھا، جس نے vote of dissent دیا تھا، باقی سب افراد نے اِس بل کی چند ترامیم کے ساتھ تائید کی تھی۔ اِس ملک کے ساڑھے سولہ لاکھ افراد نے اِس بل کے اوپر رائے دی ہے۔ اِن میں سے چند ہزار کو چھوڑ کر جنہوں نے مخالفت نہیں کی بلکہ ریزولیشن کا اظہار کیا ہے، باقی سب نے اِس کی تائید کی تھی اسلامک آئیڈیالوجی کونسل میں تمام مکاتب فکر کے افراد موجود تھے۔، انہوں نے اس کی تائید کی ہے اور اس میں جو ترامیم تجویز کی ہیں۔ انہیں مجوزین نے قبول کر لیا ہے۔ اب اِس کے بعد آپ کے پاس کیا راستہ ہے۔ یہ سیدھا سادھا معاملہ ہے۔ آپ اِسے face کریں۔ اور اِن چور دروازوں کو استعمال نہ کریں۔

قاضی عبداللطیف: میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

قاضی عبداللطیف: پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ دوبارہ اِن سے کہا گیا ہے۔ کمیٹی میں شرکت کے لیے یا نہیں۔ اِس میں وضاحت یہ کروں گا کہ ہمیں اِس سلسلے میں نہیں کہا گیا۔ نہ ہمیں کوئی تحریری چیز دی گئی ہے۔ اور اگر وہ دیں گے بھی تو ہم پھر بھی اس ڈرامہ میں اِن کے ساتھ شریک نہیں ہونا چاہتے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جہاں تک پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے، اِس کی کچھ پروفیسر خورشید صاحب نے وضاحت کی ہے۔ اگر آپ قاعدہ ۱۳۹ کو دوبارہ پڑھیں تو

it should be [the Meber-in-charge of the Bill]

اور باقی in parenthesis اگر آپ نکال دیں تو

"or the Minister or member on whose motion any subject or matter was referred to the Committee may attend the meeting of the Committee..

[Mr. Chairman]

This is point No. 1. Point No. 2 is that it is optional for the members. Every member is supposed to know the rules, to have understood the rules and should be cognizant of his own rights also. This only gives a right to the Member-in-charge of a Bill to attend the Committee meeting without even having power to vote but it is not compulsory on him to attend that. Now, if a Committee has been set up and the movers of the motion had indicated earlier that they were not prepared to cooperate—whether they formally resigned or did not resign and whether that resignation was correct or not correct, that is again besides the point but the House was aware, the other members of the Committee were aware that the sponsors of the Bill were not prepared to participate in meetings of this Committee. So, there was no question of their attending that. The Committee, if the Government was keen, could have proceeded unilaterally with finalising their recommendations without waiting for the sponsors because they had made their intention very clear right from the beginning. So, I think that is the answer to your point of order.

With regard to the privilege motion itself, I think, this reminds me of the evidence which was given by the Cabinet Secretary on behalf of the British Government in the Petersright case of spy Ketcher in the Australian Court. In cross-examination when confronted with solid evidence he admitted that he was economising with truth—words more or less to that effect. So, I think at the most I would say that Mr. Wasim Sajjad tried to economise with truth. That was also a statement he made outside the House and it could have been very easily rebutted, contradicted by whoever was aggrieved with that. In the House, unless a deliberately false or incorrect statement is made, I do not think we can take cognizance of that. It was some thing which happened outside and it could have been rebutted outside. Here he has accepted the fact that the sponsors of the Bill and the other members of the Committee—Prof. Khurshid Ahmed, Senator Mir Dad Khel had resigned. So, at the most you can say this as 'economising with truth, ... , but it is not a privilege motion, and I think I will have to rule it out of order.

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman: Now, we take up adjournment motions. Adjournemnt Motion No. 12, Mr. Javed Jabbar.

(i) *RE*: REPORTED ENTRY OF HUNDREDS OF SPIES INTO PAKISTAN AFTER RECEIVING TRAINING FROM RAW AND KGB.

Mr. Javed Jabbar: Sir, I ask for leave to move that the House do now adjourn to discuss a matter of recent occurrence and of urgent public importance namely the report that hundreds of spies have recently entered Pakistan after being trained by RAW and KGB.

Raja Nadir Pervaiz Khan: Opposed.

Mr. Chairman: Yes please.

Mr. Javed Jabbar: As the honourable Minister has not stated whether he opposes the motion on factual grounds, I will point out that this particular motion fulfils all the twelve conditions listed for the admissibility of adjournment motions. I see no single criterion that it does not meet. If in additon he wishes me to elaborate on the grounds or you wish me to elaborate, I will proceed to do so but this motion has connections with various aspects of domestic and foreign policy.

Mr. Chairman: At this stage I am only concerned with the admissibility of the motion. If you have any thing to say on that you are most welcome otherwise we will leave it to the Minister concerned.

Mr. Javed Jabbar: Sir, I do not wish to take up the time of the House unduly. From my point of view there are twelve conditions listed for the admissibility of adjournment motions and this particular motion meets all those twelve conditons. I shall reserve my comments on the substantive aspects of the motion depending on your comments.

Mr. Chairman: Raja Nadir Pervaiz Sahib.

Raja Nadir Pervaiz Khan: Sir, Senator Javed Jabbar has moved an adjournment motion to discuss the news item published in the 'NATION' dated 28th of October, 1987 regarding hundreds of spies which have infiltrated into the country who have been trained by KGB and RAW. Sir, this adjournment motion is hit straightaway by Rule 71(a) and (b). I would just read out the rule. It says:

"71(a) It shall raise an issue of urgent public importance;

(b). It shall relate substantially to one definite issue":

Sir, this general statement was made in the 'NATION' of October 28, 1987 regarding the spies who have infilterated into the country after being trained by RAW and the KGB. Sir, the geo-political situation which is present on the borders and the Afghanistan issue Sir, the saboteurs, the terrorists who have been trained by KHAD have entered, they had infiltrated into the country and they have been apprehended. When it was pointed out by some of the agencies and the recent statements by the Minister of Interior it has been brought to light that round about three hundred people were apprehended in different provinces and on this subject number of motions were moved previously and a number of questions were asked on the floor of the House in the Senate as well as the National Assembly. Sir, I oppose this motion because this motion does not pertain to a specific subject and the terrorists who had infiltrated in the country are being apprehended by the Government in different provinces and they are being punished according to law and the Government is fully alive to the situation and we are countering every move of every agent, every terrorist and every saboteur who comes to the country and wants to do the act of sabotage. I would request, Sir, that after this brief statement of mine, the motion may not be pressed.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Javed Jabbar, do you want to say something more?

Mr. Javed Jabbar: Yes, Sir, because I have not presented my arguments and I realise that he wishes me not to press the motion but unfortunately I think I will insist on pressing the motion. Sir, I appreciate the difficulty of any government whether it is Pakistan or anywhere else in the world to enforce control over saboteur or terrorist action. It is not a very easy phenomenon to control but as per this adjournment motion I would like to disagree with the contention of the honourable Minister because he referred to Rule 71 (a) which says that it shall raise an issue of urgent public importance. In my view there can be no two opinions on the fact this particular motion refers to a matter of urgent public importance. As regards Rule 71(b) the rule says that it shall relate to one definite issue. The honourable Minister says that this motion does not relate to one specific issue. I believe that the report has to be seen in singularity rather than in segmented form. The report says that at a particular time under a particular concerted deliberately taken decision, a certain number of spies and saboteurs have been infiltrated into the country. Now, the ongoing geopolitical situation, certainly is an ongoing phenomenon. It is not very specific. But Sir, I believe that the contention of the Minister that hundreds of spies have already been apprehended is not entirely true because alone within the last 14 days the very capital of this country has been introduced to the horrors of the bomb explosions. People continue to suffer from this particular aspect of terrorism through-out the country and what is at issue here is the failure of the administrative authority and the ability of the government to identify the culprits and to punish the culprits. As you are aware there has been sustained agitation in Lahore and other parts of Pakistan over the assassination of a religious leader, Allama Ihsan Elahi Zaheer. Now that is a major example of failure. So, therefore, when he says that the government has done all that is necessary, factually I beg to disagree. I do not think that the present law enforcement system and the security system of this country is functioning with the sense of urgency and efficiency which is demanded by the geopolitical crisis facing this country. All that we are faced with is mere transfers of officials or every six months a new Federal Minister of the Interior. These are a continuation of the same system in the provinces that has existed for the last 40 years. I do not think that these cosmetic changes are enough to reassure the people that the government is taking the necessary degree and depth of action that is required. It is not enough simply to transfer officials or to make public pronouncements but to give every citizen of this country the sense of security and protection which is the duty of every government to provide. So, therefore, Sir, I believe that this motion satisifies all the grounds for admissibility. Thank you.

جناب چیئرمین :۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! آپکی اجازت سے اس قرار داد کی ایڈمیسبلٹی پر میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب والا ! آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ ایک آدھ spy کا ہونا اور چیز ہے لیکن اگر ایک

ADJOURNMENT MOTION; *RE* : REPORTED ENTRY OF HUNDREDS OF SPIES INTO PAKISTAN AFTER RECEIVING TRAINING FROM RAW AND KGS.

ملک میں بڑی تعداد میں بیرونی قوتیں trained ... کر کے بھیجیں saboteurs
یہاں بھیجیں۔ تو فی الحقیقت یہ ایک مسئلہ بن جاتا ہے۔ national gravity
نیشنل گریوٹی کا مسئلہ قرار دیا جا سکتا ہے اور مشکل یہی ہے کہ حکومت اس
معاملے کو نہایت ہی lightly لے رہی ہے۔ جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ خبریں باہر سے
آ رہی ہیں۔ اور ہم جیو پولیٹیکل صورتحال جس کو کہ refer کیا ہے۔ جناب وزیر صاحب نے حقیقت یہ
ہے کہ یہ ایسی کا تقاضا ہے کہ ہندوستان، روس یا RAW اور KGB اس ملک کو
اپنا نمبر ایک ہدف بنائے ہوئے ہیں۔ اس خبر کا آنا میں سمجھتا ہوں کہ ایک حقیقت کا اظہار ہے۔
ایسی حقیقت جسے ہم سب محسوس کرتے رہے ہیں لیکن جس سے الفاظ کا دامن ہی پھیلایا
جا رہا تھا۔ اس خبر کے آنے کے بعد قومی سطح کے اوپر اس مسئلے پر بحث اور گفتگو
بے حد ضروری ہے۔ اس لیے کہ جو کچھ ملک میں ہو رہا ہے۔ اس کے پیچھے یہی ہاتھ ہے
اور حکومت جو ہے وہ نہ صرف یہ کہ ان ہاتھوں کو پکڑنے میں ناکام رہی ہے بلکہ ایسا محسوس
ہوتا ہے کہ جو اس کی gravity ہے۔ اسکو محسوس نہیں کر رہی۔ ہمارا اصل میں مقصد یہ ہے کہ
مسئلے کی نزاکت کو، اس کی شدت کو، اس کی ہمہ گیری کو اور اس کے نتیجے کے طور پر جو تباہی مچ
رہی ہے جو لوگوں کا اعتماد تحفظ اپنی جان اور مال پر سے اٹھ گیا ہے۔ یہ وہ چیز ہے۔ جس کی بنا پر
بڑا ضروری ہوتا جاتا ہے۔ کہ اس مسئلے پر غور کیا جائے۔ تو یہ ایک نوعیت کا قومی مسئلہ ہے اور
spies کا آنا خواہ وہ RAW کی طرف سے تیار کیے گئے ہوں یا KGB کی طرف
سے یہ ایک ہی مسئلہ ہے۔ اس کو دو مسئلے نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ دونوں
دلائل جو وزیر صاحب نے دیئے ہیں یہ بہت ہی کمزور ہیں۔ اور یہ مسئلہ ایسا ہے جس پر ضرور بحث
ہونی چاہیئے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ۔ جی راجہ نادر پرویز صاحب۔

Raja Nadir Pervaiz Khan: Thank you Sir, The Government has taken oath for the ...r more than three years and with the guidance of the Prime Minister and under his ...ders, the government has been running effectively & we have ensured the sense of security

[Raja Nadir Pervaiz Khan]

among the public by the effective actions taken by the government in the different provinces and we have gained the confidence of the people in the present government. These acts are definitely established by the action taken by the Government and the people who have been apprehended in the different provinces in the year 1987, they are over three hundred people and the cases are being tried in the courts of law. And, all those people who are working against the integrity of the country have been apprehended Sir, and specially those people who are saboteurs and terrorists but seeing the importance of the subject being discussed on the floor of the House, if you feel that this should be discussed because it is of national importance, I have no reservation as far as that is concerned Sir, if you feel, and the House feels that this subject should be discussed we will welcome it Sir. Thank you very much.

Mr. Chairman: I think, this places me in some difficulty. One is, ...the Minister is agreeing to admitting this motion if the House would agree to giving leave to mover of the motion. On the other hand if you look at it purely from the technical aspect and according to the rules, it is not admissible. I will just refer ...... to two or three things. If you read the press report on which this motion is based it does not raise one single issue. It refers to RAW, it refers to KGB, it refers to the different type of Agents acting to create trouble within the country, their links with the politician, their identifying themselves with the refugees etc. Now, these are different issues which can be discussed under different motions in different context. Then there are also two sets of agents—one that the male agents and then there is yet another report according to this very press clipping which says that hundreds of young girls and women agents of RAW were also sent. So, that introduces yet another aspect into the whole issue whether all this can be discussed in the form of an adjournment motion, I very much doubt and you can not do justice to this in a two hours discussion. But the most important is of the admissibility criteria that I have in mind is that I don't think, I would deny and I think, Mr. Javed Jabbar is perfectly correct in saying that it does raise an issue of urgent public importance, which means that it complies with criteria No. 71 (a) that.......it shall relate substantially to one definite issue, here I differ. It does not relate substantially to one definite issue. And then the third; it shall be restricted to a matter of recent occurrence. Now, in a number of cases of this type, we have decided in the past that an activity of this type could not have happened over night, in something, it must have been continuing for a period of time. As a matter of fact, the report itself starts with training schools in Jalalabad or Kabul somewhere and these people being inducting from time to time to undertake these various activities. So, it is a continuing matter. It is not a matter which has emerged suddenly and for which we must then adjourn the normal business of the House and undertake a debate on this.

So, these are the technical aspects but if the Government has no objection to discussing this, I will be very glad, I will put it to the House and in that case I... think, despite my objections if the sense of the House is that it is a matter which can be debated, it can be done.

(Pause)

I think, here again the best solution would be this is not an isolated one - the question of saboteurs, the question of bomb-blast, the question of whatever is happening in the country internally, you can discuss this whole situation, I think, by bringing a motion to discuss the internal affairs. this should include every thing. If you do that I think then we would not be going into the technicalities of this point.

Malik Nasim Ahmad Aheer. I will move a motion on the floor of the House to discuss the internal situation. I think, it can be included in that.

Mr. Chairman: I think that should satisfy everybody.

Malik Nasim Ahmad Aheer. We are prepared to debate this issue Sir.

Mr. Chairman. Right. So, in the context of debate on the internal situation, this question would also be taken up. Thank you.

جناب چیئرمین: شکریہ - جناب قاضی حسین احمد صاحب ۔ ۔ وہ تو یہاں ہی نہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: اس کو مؤخر کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ ڈراپ ہو گا مؤخر نہیں ہو سکے گا۔

Because he has not asked for leave either.

پروفیسر خورشید احمد: میں انہیں expect کر رہا تھا لیکن وہ آ نہیں سکے۔

جناب چیئرمین: یا تو معزز رکن رخصت کے لیے درخواست دے ورنہ اسکی موشن drop ہو جاتی ۔ ڈبل سٹینڈرڈ apply نہیں کر سکتے۔ نیکسٹ جناب قاضی عبداللطیف صاحب "The Construction of Dam by India". وہ بھی چلے گئے؟

سید عباس شاہ: سر وہ باہر گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اگر وہ آ رہے ہوں تو اسکو تھوڑی دیر کے لئے مؤخر کر سکتے ہیں۔

Then next is again Mr. Javed Jabbar on the delay of shipment of rice.

(ii) RE DELAY ON THE SHIPMENT OF RICE WORTH 20 MILLION DOLLARS FROM PAKISTAN TO BANGLADESH.

Mr. Javed Jabbar: Thank you, Mr. Chairman.

I ask for leave to move that the House do now adjourn to discuss a matter of recent occurrence and of urgent public importance namely, the delay in the shipment of rice from Pakistan worth US $20 million to Bangladesh.

Mr. Chairman, I would simply like to say that in presenting my arguments for admissibility this delay is symptomatic of the inefficiency and wastage that is characteristic of the management of trade by the public sector corporations of this country. Secondly, Sir, at the present time in Pakistan's economic history 20 million US dollars worth of goods has the real value of over 200 million dollars because the rupee against the dollar has been taking a consistent nose-dive as we all know, so much so that external indebtedness of this country has now reached 30% of the gross national product and lastly, Sir, I think, this delay affects our economic and foreign relations with a very friendly country—a fellow member of SAARC and in raising the motion the intent is to focus specifically on this issue and to open up the general issue of inefficient public sector management of external trade. Thank you.

Mr. Chairman: Well, let me hear the Minister first.

Dr. Mahbubul Haq: Mr. Chairman, I would like to oppose the motion for the simple reason that the news item is not based on facts. The facts are that on 12th October, 1987 a private company called 'Imam Trading Corporation, Karachi', applied for permission that they would like to export iri-6 rice to Bangladesh as a special case. It was explained to the private party that iri-6 or any iri variety rice is not allowed to the private sector for shipment. The Government had decided in case of basmati rice to open the trade to private sector for packged rice but in case of iri no decision had been taken to open it for the time being. The party contended that they had some old stocks lying with them which will not be available to RECP otherwise and, as such, if they are allowed to ship them it will mean 20 million dollars more foreign exchange earnings for the Government. It was on this basis that we agreed as a special case that if they have old stocks and if they can be verified by the Rice Export Corporation, subject to the check of quality and the stocks, we will allow this so that we do not miss this opportunity, despite our general policy that no such shipments are allowed. Now, Sir, after all this effort that was made, the real fun begins. The Rice Export Corporation, when it checked up the godowns and the stocks, it transpired that no godowns and no such stocks existed. Secondly, in order to make further sure, we turned to the rice millers and trade associations & asked them to check whether any such godowns or stocks existed for which we could get more foreign exchange by exporting them. They also confirmed that no such stock were in existence. We took a third step, Sir—this is just to illustrate the "inefficiency" of the

Government -that we took checked with the Bangladesh Government whether they had entered into any contract with the private party and whether they were willing to import this 1.3 lac tons of iri rice through a private party rather than through the Government channels. We did it through our embassy in Dhakka and we learnt that Bangladesh Government had entered into no such contract with any party, and they also made it clear that they deal only on a government to government basis and they are not going to be giving contracts to any private party. So, as such Sir, as I just told you the facts, there is no basis for the news story. There was a party that came forward and it turned out to be a fictitious deal & I think it was the vigilence of the Government that prevented a swindle to take place.

Mr. Chairman: Thank you.

Dr. Mahbubul Haq: May I just add one word to reassure the honourable Senator. Naturally he was worried and if the facts were to be correct, he should have been worried. During 1987, on government to government basis the Rice Export Corporation has exported 2.77 lac tons of iri-6 rice to Bangladesh at a total foreign exchange earnings of 50 million dollars, which is the highest ever sales to Bangladesh and, as such, Sir, we have not missed any opportunity to increase the foreign exchange earnings of the country and these exports have been increasing at a record rate in the last few months. I hope, with this assurance, the honourable Senator will not insist on his motion.

Mr. Chairman: Thank you.

Mr. Javed Jabbar. Mr. Chairman, I appreciate the statement of facts and in view of those facts, I do not press the motion

Mr. Chairman. Not pressed. We have time to take one more motion if it can be finished in five minutes then we will run out of the time allotted to adjournment motions.

The next one also stands in the name of Mr. Javed Jabbar. It is No. 28, on the reported halt in the programme for sending promising Pakistani scientists abroad.

(iii) RE. REPORTED HALT IN THE PROGRAMME FOR SENDING PROMISING PAKISTANI SCIENTISTS ABROAD

Mr. Javed Jabbar. I ask for leave to move that the House do now adjourn to discuss a matter of recent occurrence and of urgent public importance namely, the shelving of the plan to provide higher education overseas to Pakistani scientists by the Government of Pakistan.

The arguments for admissibility are contained in the Rules of Procedure. I won't need to stress that. The case itself is evident and I will appreciate a response from the treasury benches.

Mr. Chairman: Dr. Mahbubul Haq Sahib.

Dr. Mahbubul Haq: Mr. Chairman, Sir, again I have to oppose the motion simply on the grounds that it is not based on facts because the unfortuante news item they have not verified the facts before running the news The Government have no intention of stopping the programme for higher education of our scientists abroad. Already 800 have been sent at a cost of about 1.2 billion rupees foreign exchange which has been provided by the Government itself. The intention is to continue this programme now and through the seventh plan and, I hope, with that assurance, the honourable Senator will not press his motion.

Mr. Javed Jabbar: This fact does not tally with the massive cuts made in the allocations to the university ....

Mr. Chairman. That is a separate issue

Mr. Javed Jabbar: I know, Sir, it is a separate issue. But I just wonder as to the contrast in these two.

Mr. Chairman: These people are not going at the epxense of the universities. I think, they are provided for directly by the Government. So, it has no relationship with the university grants.

Thank you. This brings us to the end of the adjournment motion and I think, since Qazi Abdul Latif Sahib has not asked either for postponment or for leave so, his motion will also have to be dropped.

We come to the regular business. Mr. Hasan A. Shaikh

MOTION UNDER RULE 164(1)

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I beg to move:

> that under sub-Rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1985, be condoned till today.

Mr. Chairman: The motion moved is:

> that under sub-Rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1985, be condoned till today.

Mr. Javed Jabbar: Opposed, Sir.

Mr. Chairman: Well I don't think it would admit of any discussion but I think I will put it to the House in the form of a question. The question is:

> that under sub-Rule (1) of Rule 164 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1985, be condoned till today.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion is carried, delay is condoned.

REPORT ON THE FREEDOM OF INFORMATION BILL, 1985

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I beg to present the report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1985.

Mr. Chairman: The report of the Standing Committee on the Freedom of Information Bill, 1985 stands presented. Next.

پروفیسر خورشید احمد: ممبر انچارج کی حیثیت سے کیا یہ وقت ہے کہ میں اس بارے میں اس بات کی request آپ سے کروں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اس کے لیے separate notice دینا پڑیگا۔

It will have to come on the Orders of the Day that this should be taken into consideration if you want to move that.

پروفیسر خورشید احمد: میں اس کے مقابلے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو public opinion کے لیے بھیجا جائے ۔

Mr. Chairman: Even then I think a motion will have to come after the notice.

پروفیسر خورشید احمد: میں اس کا نوٹس بھیج دونگا

Mr. Chairman: And then it will have to be put on the Orders of the Day and then we will decide whether it should be taken up in the House, circulated for public opinion or whatever you wish, that is your right under Rule 84.

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں اسی کے تحت "۔

DISCUSSION REGARDING LABOUR POLICY

CONCERNING WELFARE OF MINE WORKERS

Mr. Chairman: Right. Commenced business. Item No. 4. Discussion on the following motion moved by Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel on the 18th October, 1987:

"That the House may discuss the labour policy in its application to the welfare of mine workers and conditions of labour in the mining industry".

Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جی میں پڑھ لوں ؟

جناب چیئرمین: نہیں وہ انٹروڈیوس ہو چکا ہے۔ پڑھا گیا ہے۔ آپ اس کی جو تشریح کرنا چاہتے ہیں اس میں ضرور اس کو ریفر کریں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین صاحب! میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے . . . . پاکستان کے محنت کشوں کے مسائل پر گفتگو کرنے کا موقع دیا۔ بلا شک و شبہ قیام پاکستان کے بعد محنت کشوں نے بہت ہی جان و مال کی قربانی دے کر اس پاکستان کو بہت بڑی ترقی دلانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس مقدس دھرتی میں پاکستان میں معدنی ذخائر کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اس میں کوئلہ ہے، نمک ہے اور جپسم ہے اور لائم سٹون کے وسیع ترین ذخائر موجود ہیں۔ اسی طرح اس میں برائیٹ یورنیم اور دھات، فولاد، لوہا اور سونا بھی موجود

ہے ۔ لیکن ان قیمتی معدنیات کو نکالنے کے لیے ایک بہت وسیع تجربہ اور وسیع کام کی ضرورت ہے ۔ اور اس کے لیے حکومت کے لیے زیر غور یہ اہم بات آنی چاہیئے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے ایک اہم معدنی دولت سے پاکستان کو مالا مال کیا ہے لیکن اس سلسلے میں حکومت اب تک کوئی پیش رفت نہ کر سکی ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اخلاص جذبہ حب الوطنی بہت کم ہے ۔ اس طرح معدنی ترقیاتی کارپوریشن (پی ۔ ایم ۔ ڈی ۔ سی) دوسرے ممالک کی جدید ترین مشینری اور ٹیکنالوجی کے مقابلے میں اپنے محدود وسائل کے باوجود اس کام میں ناکام ہو چکی ہے ۔ اسی طرح ملک میں صنعت کی ترقی اور زرمبادلہ کی بچت کے علاوہ صنعتی ترقی کی رفتار تیز تر کرنے بلکہ خود کفالت کے لیے معدنی ترقی کے خاص منصوبے بنانے کے لیے پہلے سے زیادہ توجہ کی اشد ضرورت ہے ۔ اسی طرح جناب والا ! اگر حکومت پاکستان میں بہتر طریقہ سے معدنیات دریافت کرنے کا سوچتی ہے تو جدید آلات اور جدید طرز کی مشینری اس کے لیے بہت ہی کار آمد ثابت ہو سکتی ہے اور مزدور اپنے حفاظتی اقدامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صحیح طور پر اس ملک میں کام کر سکتا ہے ۔

جناب والا ! آپ کو معلوم ہو گا کہ پاکستان میں خاص کر بلوچستان کا وسیع ترین علاقہ جو کہ مشرقی پاکستان جتنا رقبہ ہے ۔ یہ میں بار بار مشرقی پاکستان کا ذکر اس لیے کر رہا ہوں کہ ہم اس ملک کو بھی پاکستان کا حصہ تصور کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن ضرور ہم سے آملے لیکن میں رقبے کی مثال پیش کر رہا ہوں کہ بلوچستان کا اتنا بڑا رقبہ ہے جتنا مشرقی پاکستان کا تھا لیکن بلوچستان میں اور کوئی چیز نہیں مل رہی ۔ اس میں زراعتی کام بہت کم ہے ۔ اس میں سنگ مرمر ہے اس میں سندھک ہے اور اس میں لوہا ہے ۔ اس میں پٹرول ہے ۔ ہر قسم کے معدنیات سے صوبہ بلوچستان مالا مال ہے ۔ لیکن بلوچستان کو مناسب ترقی نہ مل سکی کیونکہ مخلص لوگ نہ مل سکے جن کی مدد سے اللہ تبارک تعالیٰ کی دی ہوئی ان نعمتوں سے صحیح طور پہ مستفید ہو سکتے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے کردار میں اپنے افعال میں اور اپنے اقوال میں مخلص نہیں ہیں ۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے محنت کشوں کے باہمی تعاون سے پیداوار میں مزید اضافہ ہو ۔ بلوچستان کا وسیع علاقہ جو ہے وہ کوئلے کی کانوں پر مشتمل ہے اور اس سے لاکھوں ٹن کوئلہ نکل رہا ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سندھ کا جو بہت بڑا صوبہ ہے اس میں بھی کوئلے کا

[Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel]

کام یہی مزدور لوگ کرتے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں کوئلے کے بہت بڑے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ لیکن اس سے استفادہ کے لیے جن لوگوں سے کام لیا جاتا ہے وہ جان کی حفاظت بہتر تنخواہ اور الاؤنسوں یعنی تمام بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ اور اس طرح بلوچستان کے مزدور بھی ان بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مائن اونرز اکثر پرائیوٹ ہیں۔ اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا کام کسی نہ کسی طریقے سے چلے۔ حکومت کے جو رولز ہیں قوانین ہیں ان کے مطابق وہ کام نہیں چلاتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم ایسا کریں تو اپنی مائن نہیں چلا سکتے لیکن ہم لوگوں نے اس کی طرف بار بار توجہ دلائی۔ میٹنگوں میں بھی کہا اپیلوں میں بھی کہا۔ جلسے اور جلوسوں میں بھی یہ گزارش کی کہ خدارا انسان کے تحفظ کے لیے ان کان کنوں کی حفاظت کے لیے اپنے وسائل استعمال کریں۔ اور قدرتی وسائل کی وزارت سے بھی ہم نے درخواست کی ہے کہ ان مزدوروں کی جان و مال کی حفاظت کرنا اس حکومت کا فریضہ ہے۔ لیکن مائن اونر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں وہ سامان نہیں ملتا۔ ہم کس طریقے سے ان مزدوروں کی حفاظت کریں۔ حکومت سے یہ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کو بلا سود قرضے فراہم کریں تاکہ وہ حفاظتی سامان مہیا کریں۔ تاکہ مزدور جان و عزت و آبرو کے تحفظ کے ساتھ صحیح کام کرے اور اس ملک کی معدنی پیداوار میں اضافہ کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے۔

جناب والا! اسی طرح اولڈ ایج بینیفٹ سکیم ہے۔ یہ ان لوگوں کو ملتی ہے جو ۵۰ یا ۵۵ سال کی عمر تک پہنچتے ہیں۔ لیکن کوئلے کی کان کا مزدور بمشکل ۲۵ سال تک کام کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ ایک بہت سخت جان لیوا کام ہوتا ہے اڑھائی من کی بوری جو ہے وہ تین فٹ کی گہرائی اور تین فٹ کی چوڑائی میں سے نکالتا ہے۔ اور دو ہزار اور اڑھائی ہزار فٹ تک وہ کانیں اب اس وقت نیچے چلی گئی ہیں لہٰذا ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اولڈ ایج بینیفٹ سکیم میں یہ تخصیص جو ۵۵ سال اور ۶۰ سال کی ہے خاص کر کول مائنرز کے لیے وہ کم از کم ۵۵ سال مقرر کی جائے۔ اس لیے کہ وہ اس عمر سے آگے بڑھ نہیں سکتے۔ یہ بہت سخت کام ہے۔ لہٰذا وہ اتنا بڑا کام نہیں کر سکتے۔ اسی طرح مزدور ایک ہزار سے لیکر چھ ہزار فٹ گہرائی تک کوئلہ نکالتے ہیں۔ جہاں سورج کی روشنی نہ ہونے کی وجہ سے انسان کو ذہنی کوفت ہوتی ہے آکسیجن کم مقدار میں مہیا ہوتی ہے۔ کاربن مونو آکسائیڈ اور کول ڈسٹ اور اسی طرح کی مائنز گیس میں سانس لینے کی وجہ سے وہ سانس کی تکلیف میں

مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس سے پھیپھڑوں اور خون پہ اثر پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے کول کٹر ٹی۔ بی جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ آپ کو معلوم ہے۔

اس لیے انڈر گراؤنڈ ورکروں کے لیے علیحدہ عمروں کا تعین کیا جائے مائنز کے کول کٹروں کے لیے کم از کم ۳۵ سال اور زیادہ سے زیادہ ۴۰ سال عمر کا تعین کیا جائے اور شاٹ کے لیے کم از کم ۴۰ سال سے زیادہ کا تعین ہونا چاہیئے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اولڈ ایج بینی فٹ سکیم میں ان مزدوروں کو بھی شامل کیا جائے۔ ہم نے پرائیویٹ اونرز سے بھی کہا کہ آپ فہرست دیں تو پرائیویٹ اونرز نے اولڈ ایج بینیفٹ والوں کی ایک فہرست دی جہاں سو مزدور کام کرتے ہیں۔ وہاں صرف ۲۵ مزدوروں کی فہرست دی کہ ہمارے پاس تو ۲۵ مزدور ہیں اور یہ کام کرتے ہیں اس سکیم کی پابندی کرنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔

جناب والا! اسی طرح کول مائنز مزدوروں کے بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ اگر جرنیلوں، کرنیلوں ڈاکٹروں اور اوروں کے بچوں کے لیے کوٹہ ہوتا ہے اور کالجوں میں ان کو داخلے کا حق دیا جاتا ہے۔ لیکن کیا مزدور کا بچہ مزدور ہی رہے گا۔ میں موجودہ حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں جو بہت بلند بانگ دعوے کرتی ہے اور پانچ نکاتی پروگرام میں بڑے بڑے اعلان کرتے ہیں۔ کیا مزدور کا بچہ مزدور ہی رہے گا اسے تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے اور اس کو کالج میں داخلہ نہیں دیا جاتا۔ میڈیکل کالج میں وہ داخلہ سے محروم ہے۔ انجنیئرنگ کالج میں داخلے سے وہ محروم ہے اور اُسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جس طرح مزدور ملک کی ترقی میں کردار ادا کرتے ہیں اسی طرح ان کے بچوں کی تعلیم کے لیے بھی آپ کردار ادا کریں صوبہ بلوچستان اور دیگر صوبوں میں کول مائنز میں جو مزدور کام کرتے ہیں جناب والا! وہ سوات سے آتے ہیں۔ چترال سے آتے ہیں۔ مردان، بنوں کوہاٹ ان اضلاع اور ان علاقوں سے لوگ آتے ہیں۔ اور لاکھوں کی تعداد میں دور دراز علاقوں میں مزدوری کرتے ہیں۔ وہاں بال بچوں کے ساتھ جاتے ہیں۔ ان کے والدین خود مزدوری کرتے ہیں اور بچوں کو کہتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرو۔ اور اگر وہ بچے تعلیم میں آگے بڑھتے ہیں تو پھر حکومت ان کو یہ کہتی ہے کہ تم فلاں علاقے

[Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel]

سے ہو۔ تم فلاں قوم سے ہو آپ کے پاس ڈومسائل کدھر ہے۔ آپ کے پاس فلاں چیز کدھر ہے۔ لیکن جب اربوں روپے کا کوئلہ نکالا جاتا ہے تو اس وقت اس مزدور سے یہ مطالبہ کیوں نہیں کیا جاتا آپ کے پاس ڈومسائل ہے تو آپ کام کریں اگر آپ کے پاس ڈومسائل نہیں تو آپ کام نہیں کر سکتے۔ اس وقت لوگوں کی منت سماجت کرتے ہیں کہ آپ آئیں کام کریں۔ مزدوری کریں لیکن جب تعلیم کا وقت آتا ہے تو پھر کہا جاتا ہے کہ یہ آپ کا کام نہیں ہے یہ تو ہمارے افسروں کا کام ہے ہمارے سرداروں کا کام ہے۔ یہ تو ہمارے وڈیروں کا کام ہے۔ داخلے پر تو ہمارا حق ہے۔ آپ کا حق یہ ہے کہ آپ مزدور ہی رہیں اور تا قیامت تک مزدوری کرتے رہیں۔ آپ کا بچہ پڑھے نہ پڑھے ہمیں اس سے کیا واسطہ ہے

ہم مساواتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں مساواتِ بندگی نہیں چاہتے۔ پاکستان کے محنت کش اپنے ذاتی اغراض کے مطالبات کم کرتے ہیں۔ اور اس ملک کی ترقی میں، حب الوطنی میں اور ملک کے مفادات میں اپنی جان، تن من کی بازی لگا کر کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کی خدمت ہمارے اوپر فرض ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ ملک نہ رہا تو ہم کس میں بسیں گے۔ لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں مزدوروں نے جو اہم کردار ادا کیا ہے اس کے لیے کم از کم ان کو سہولتیں تو ملنی چاہیئں اور وہ سہولتیں یہ ہیں کہ ان کو بنیادی تعلیم دی جائے۔ کیونکہ ساری زندگی وہ بلوچستان میں مزدوری کرے تو وہ تعلیم کے لیے کہاں جائے اسی طرح اگر ایک مزدور زخمی ہو جاتا ہے تو اس کے لیے ہسپتال میں کوئی انتظام نہیں ہے لیبر وارڈ نہیں ہے۔ کروڑوں روپے کا ورکرز فنڈ اسلام آباد میں پڑا ہوا ہے۔ لیکن اس حکومت کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ وہاں جنرل ہسپتال میں ایک الگ لیبر کا وارڈ تعمیر کر دے۔ اور جو مزدور ہیں ان کے لیے ایک الگ ہسپتال تعمیر کر دے۔ وہ اربوں روپے کا کوئلہ نکالتا ہے لیکن تمام سہولتوں سے محروم ہے۔ اگر سول ہسپتال میں مزدوروں کو داخل کیا جاتا ہے تو اس ہسپتال کا سول سرجن اور بڑے بڑے ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ تم زخمی ہو مگر تمہارا علاج یہاں ناممکن ہے۔ اور ان مزدوروں کو پرائیویٹ جگہ پر لے جاتا ہے۔ اور مائنز اونروں کے ذریعے سے ہزاروں روپے دے کر اس کا علاج کیا جاتا ہے لیکن سول ہسپتال میں وہ لاعلاج قرار دیا جاتا ہے۔ تو یہ ناانصافی ہے۔

اس کے علاوہ لیبر کالونی کے لیے تین سال پہلے ہم نے اِس حکومت کو درخواست دی ہم نے کہا کہ پانچ نکاتی پروگرام ہیں اِس کو لے لو۔ آپ نے جو پانچ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا ہے۔ اِسی کے مطابق اِن کے لیے ایک الگ کالونی تعمیر کی جائے۔ ایک الگ مسجد ہو ایک الگ سکول ہو جہاں تمام بنیادی سہولتیں موجود ہوں لیکن انہوں نے آج تک اس پر عمل نہیں کیا۔ اور مزدوروں کے مسائل میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ وہ وقت دور نہیں ہے جب پاکستان کے مزدور اٹھ کھڑے ہوں گے اور یہ بلند بالا چیزیں جو ہیں یہ خس و خاشاک میں مل سکتی ہیں۔ لہٰذا مزدوروں کی عظمت کو سلام کرنے کی ضرورت ہے اور اس ملک میں ہمیشہ مزدوروں ہی نے قربانیاں دی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو تمام بنیادی سہولتوں سے محروم رکھا گیا ہے۔

جناب والا! میں یہ کہونگا کہ پاکستان کے چاروں صوبوں میں جتنے بھی کول کٹر اور کول مائنز مزدور ہیں اِن۔ سے بین الاقوامی جو اصول ہیں اِن کے مطابق کام لیا جائے تاکہ یہ ملک میں آگے بڑھ سکیں اور معدنیات کی ترقی کے کام میں وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور پاکستان میں پیداوار بڑھے اور جب پیداوار بڑھے گی تو پاکستان بہت ترقی کرے گا۔ کاسہ گدائی لے کر امریکہ اور روس کے پاس نہیں جانا پڑے گا کہ آپ ہمیں خیرات دے دیں جب چاہیں وہ دے دیں اور جب چاہیں تو کہہ دیں کہ معاف کرو۔ پاکستان کے اندر ہر چیز موجود ہے۔ ضرورت اخلاص کی ہے ضرورت جذبہ ایمانی کی ہے اور ضرورت توکل علی اللہ کی ہے۔ اس پاکستان میں سونا بھی ہے۔ چاندی بھی ہے اِس پاکستان میں لوہا بھی ہے۔ اِس پاکستان میں پیٹرول بھی ہے۔ اس پاکستان میں سنگ مرمر موجود ہے اور کالا سونا یعنی یہ کوئلہ موجود ہے خدا کہتا ہے کہ تم میری کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اِس پاکستان میں دی ہیں تو پھر ہم کیوں دوسروں کے پاس کاسہ گدائی لے کر جائیں جب امریکہ چاہتا ہے ہمیں کہتا ہے کہ معاف کرو اور کبھی کہتا ہے کہ ہم مدد دیں گے۔ اس پر ہمارا انحصار ختم ہو جائے گا اور ہم پاکستان میں خود کفیل ہو جائیں گے اور ہر چیز ہم لے سکیں گے۔ ہم دوسروں کے محتاج نہیں رہیں گے۔ میں نے یہ باتیں اِس لیے کی ہیں کہ یہ مزدوروں کے مسائل تھے اور میرا فرض تھا کہ اس مظلوم طبقے کی آواز کو اِس ایوان میں پیش کروں اور یہ باتیں حکومت کے لیے بھی کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔ اور اِس ملک کی ترقی میں لیبر بہت اہم کام کر سکتی ہے۔

[Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel]

جنابِ والا! یہ لوگ جو دور دراز علاقوں سے محنت کرنے کے لیے آتے ہیں، ان کے لیے کم از کم بنیادی سہولتیں، تعلیم، علاج اور مکان نہ جو کہ اِن کا حق ہے ملنی چاہئیں۔ بلوچستان میں تو اتنی ناانصافی ہے کہ پہلے سے جو کالونیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان کے مالکانہ حقوق ابھی تک نہیں دئے گئے ہیں۔ اِس سلسلے میں ہیں نے وزیراعظم صاحب کے سامنے بھی درخواستیں پیش کی ہیں کہ جن کو مکانات الاٹ ہوئے ہیں نہ ان کو یہ مکان مالکانہ حقوق پر دئے جائیں۔ میں نے سندھ کی مثال دی ہے، پنجاب کی مثال پیش کی ہے، یہاں مزدوروں کو مالکانہ حقوق مل چکے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اِن کو دس، دس ہزار روپے دیے گئے ہیں، یہ سندھ میں بھی دیئے گئے ہیں، تو پھر بلوچستان کیساتھ کیوں ناانصافی کی جا رہی ہے۔ بلوچستان کے مزدوروں نے کیا ظلم کیا ہے؟ بلوچستان کے محنت کشوں نے تو ہر جگہ بلند و بالا عمارتیں تعمیر کی ہیں، سڑکیں تعمیر کی ہیں۔ ۵ اربوں روپے کا زرِ مبادلہ کما کر ملک کے چاروں حصوں میں پھیلاتے ہیں۔ کیا مزدوروں کا یہ قصور ہے کہ وہ صحیح کام کرتے ہیں یا ان کا یہ قصور ہے کہ وہ اپنے جائز حق کے لیے حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اِن کو ان کے حقوق دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین! اِس سلسلے میں میں آپ سے اور اِس ایوان سے درخواست کروں گا کہ کم از کم اِس مظلوم طبقہ کے لیے اپنے نیک جذبات کا اظہار کریں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین:۔ نتیجہ یہ نکلا کہ "ہیں تلخ بہت، بندۂ مزدور کے اوقات"، اور کوئی صاحب اِس پر اظہارِ خیال کرنا چاہتے ہیں۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد:۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اِس ایوان کو اور سینیٹر عبدالرحیم میرداد خیل صاحب کو اس بات پر مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مزدوروں کے مسائل کو یہاں زیرِ بحث لایا گیا اور ہم اپنا کچھ وقت اپنے ملک کے اِن بھائیوں کے لیے وقف کر رہے ہیں۔ جن کی محنت، جن کی قربانی اور جن کی کاوش سے یہاں کی معیشت چل رہی ہے۔ لیکن جیسے ابھی آپ کو بھی یاد آیا اور میرے ذہن میں بھی یہی مصرعہ ابھر رہا تھا کہ

ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے معاشی زندگی کا جو تصور، انقلابی تصور دنیا کے سامنے پیش کیا محنت کی عزت اور اِس کے اکرام پر محنت کرنے والے ہاتھ کے بارے ہیں ہمارے نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ مجھے اس ہاتھ سے محبت ہے ۔ وہ ہاتھ جو محنت کے کام میں کالا ہو ۔ قابلِ قدر ہے ، وہ قابلِ اکرام ہے اسلام نے تصور پیش کیا کہ محنت لینے والا اور محنت کرنے والا ، دونوں بھائی ہیں اور دونوں پیداواری اور ترقی پذیری کے عمل میں شریک ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اپنے خادم کو ، اپنے مزدور کو وہی کھلاؤ ۔ جو تم کھاتے ہو ۔ وہ پہناؤ جو تم پہنتے ہو ۔ اور اگر اس پر کام کا بوجھ زیادہ ہو تو اس بوجھ کو تم بھی share کرو یہ وہ تصور ہے معاشرے کا جو اسلام نے ہمیں دیا ہے اور یہی وہ تصور ہے جس کی بنیاد پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا معاشرہ قائم کیا اور ساری خرابیوں کے باوجود مسلمانوں نے اپنی تاریخ میں جہاں بلاشبہ بگاڑ کی بہت ساری صورتیں پیدا ہوئیں ۔ محنت کے اکرام محنت کا حق ادا کرنے کا جذبہ ، یہ مسلمان معاشرے کی ، اسلام کے معاشی نظام کی بنیادی خصوصیات رہی ہیں ۔

آج اگر دنیا میں ایسے تصورات ابھریں جن کی بنیاد class conflict پر ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ سرمایہ دارانہ نظام نے ایک مخصوص کلاس کے لیے معاشی قوتوں اور وسائل کو محفوظ کر لیا ۔ بلاشبہ اس کا ردِ عمل ہونا چاہیئے تھا ، اور یہ ہوا لیکن ہم نام اسلام کا لیتے ہیں اور ہم نے بھی اپنے ملک میں خالص سرمایہ دارانہ ذہنیت کے ساتھ کام کیا ۔

ایک طرف جب آپ کو نظر آتا ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں مرکوز ہوتی چلی جا رہی ہے اور دوسری طرف عام مزدور ، عام کارکن کے لئے ، زندگی مشکل سے مشکل تر بنتی چلی جا رہی ہے انفلیشن بڑھ رہا ہے ۔ اس امر کا اس ملک میں کوئی لحاظ نہیں رکھا جا رہا ہے کہ یہاں منصفانہ اجرت ہو ۔ انڈیکسیشن کے بارے میں تھوڑی بہت پیش رفت ہوئی لیکن سنا جا رہا ہے کہ اب اس کو بھی discared کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ! میں چاہتا ہوں کہ اس قرارداد کی بنیاد پر سب سے پہلی بات آپ کے سامنے یہ رکھوں کہ اگر ہم اسلام کے بارے میں محض زبانی جمع خرچ پر اکتفا نہیں کرنا چاہتے اور یہ چاہتے ہیں کہ یہاں اسلام کا منصفانہ نظام قائم ہو تو میں عرض کروں گا کہ اس انصاف کے قیام کے بغیر آپ اس ملک کو انتشار سے ، بگاڑ سے ، ظلم سے اور انقلابات سے نہیں بچا سکتے ۔ اس لئے آپ کو پھر اس نظام کو تبدیل کرنا ہوگا ۔ آج جو مجبور ہیں ان کو اوپر لانا ہوگا ۔ جو بے سہارا ہیں ان کو سہارا دینا ہوگا ۔ وہ فلاحی نظام قائم کرنا پڑے گا جس کے تحت اس

[Prof. Khurshid Ahmad]

ملک کے ہر شہری کو زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم ہوں اور معاشی دوڑ میں اپنا کردار ادا کر سکے۔ اسلام مواقع کی مساوات چاہتا ہے۔ بلاشبہ اس نے ملک میں مساوات کو درست نہیں سمجھا۔ لیکن انصاف اور مواقع کی مساوات، یہ اسلام کے بنیادی اصول ہیں لیکن آج جو نظام آپ نے قائم کیا ہے اس میں مواقع کی مساوات تو کجا، بہت بڑی تعداد کو زندہ رہنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ حکومت، یہ ایوان، ایک منصفانہ معاشی پالیسی بنانے اور رائج کرنے کے مسئلہ کو اہمیت دے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کی معدنیات کے بارے میں آج تک ایک صحیح comperhensive پالیسی نہیں بن سکی سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ مناسب جیولاجیکل سروے ہو۔ یہ کام برطانوی دور میں شروع ہوا۔ سروے آف پاکستان نے مختلف انداز میں اس کام میں کچھ پیش رفت کی لیکن ہم آج تک ایک ..... comperhensive انداز میں پورے ملک کے جو وسائل آج کی ٹیکنالوجی کی بنیاد پر معلوم کر سکتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کر سکے۔ چالیس سال میں جزوی کوششیں ہوئی ہیں لیکن کوئی comperhensive سروے ایسا نہیں ہوا۔ جس سے یہ معلوم ہو سکے۔ کہ کون سی چیزیں معلوم ہوئی ہیں یا کون سی چیزیں جیولاجیکل ریسورسز کی بنیاد پر ہمارے سامنے آ سکتی ہیں۔ آج تک یہ کام نہیں ہو سکا ہے۔ اس سلسلے میں ایک سیاسی فیصلے کی ضرورت ہے۔ اور ایسی مشینری بنانے کی ضرورت ہے جو سائنسی ٹیکنالوجی کو استعمال کر کے ملک کا مناسب جیولاجیکل سروے کرے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ مینرل ڈویلپمنٹ کے بارے میں ایک ایسی پالیسی کی ضرورت ہے جو حق و انصاف پر مبنی ہو جو جاگیریں، جو لیزز ماضی میں دی گئی ہیں لوگوں کو نوازنے کے لیے یا بااثر افراد نے حاصل کر لی ہیں۔ جس کے نتیجے کے طور پر چند خاندان فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ وسائل، اس قوم کے وسائل ہیں۔

اسلام نے ہمیں اس بارے میں جو رہنمائی دی ہے وہ بہت واضح ہے۔ وہ چیزیں جو کسی کی ذاتی ملک میں نکلیں۔ ان میں سے بھی اسے خمس ادا کرنا ہے۔ اور وہ چیزیں جو پبلک زمین میں ہوں یا قومی زمین میں ہوں، وہ قوم کی دولت ہیں اور ان کو قوم کے لیے استعمال ہونا چاہیئے۔

اسلام کے دیئے ہوئے اصولوں کی روشنی میں آپ کو مائنز کے بارے میں کس طرح کنٹرول کرنا ہے ۔کس طرح انہیں ایکسپلائٹ کرنا ہے ۔اس کے لیے ایک واضح پالیسی کی ضرورت ہے اور یہ دوسرا اقدام ہے جو کہ ناگزیر ہے ۔

تیسری چیز یہ ہے کہ اس کے لیے آپ کو وہ ایجنسیاں بنانی ہیں ۔ پرائیویٹ سیکٹر یا پبلک سیکٹر میں ۔ میں اس مسئلے کو pragmatic انداز میں لیتا ہوں جہاں افراد کو incentive اور اس کے ساتھ مناسب constraints کے ساتھ، مناسب ذمہ داریوں کے ساتھ آپ یہ موقع دیجئے کہ وہ ان چیزوں کو develop کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے development کا ہدف پوری قوم کی ضرورت کو پورا کرنا ملکی خودکفالت کے ساتھ اس علاقے کے لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے ۔ ہمارے ہاں ظلم یہ ہو رہا ہے کہ جن علاقوں میں وسائل پائے جاتے ہیں اس علاقے کے لوگ ان کے فوائد اور ثمرات سے محروم رہتے ہیں ۔ یہ اسلام کے تصورِ انصاف کے خلاف ہے ۔خود زکوٰۃ کے بارے میں اسلام نے یہ تصور دیا ہے کہ زکوٰۃ پر پہلا حق ان لوگوں کا ہے جس علاقے سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے اسلام defused prosperity چاہتا ہے ۔نیز یہ mines development پالیسی کا اہم پہلو ہے جسکو سامنے رکھنا چاہیئے ۔

اگلی چیز جناب والا! یہ ہے کہ دنیا بھر میں عام مزدوروں کے لیے جو سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں ان کا مائینز ورکرز کے لیے خصوصی انتظام کیا جاتا ہے ۔ اس لیے کہ جتنی مشکلات زیادہ ہوں اتنا ہی ان کا compensation زیادہ ہونا چاہیئے ۔آپ کو معلوم ہے کہ mortality rate ان مائینز میں زیادہ ہے ۔اور خاص طور سے کول مائینز کے اندر اس لیے دنیا بھر کے ممالک میں کول مائینز کے ورکرز کے لیے خصوصی انتظام کیا جاتا ہے ۔ خصوصی انشورنس بنائی جاتی ہے ۔خصوصی ان کو compensation دیا جاتا ہے ان کی protection کا اہتمام کیا جاتا ہے ۔ ان کے ویجز مختلف ہوتے ہیں لیکن ہمارے ہاں یہ شکل نہیں ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے سات آٹھ سال پہلے یہی عبدالرحیم میرداد خیل میرے پاس آئے تھے ۔ اور مجھ سے یہ کہہ رہے تھے کہ بلوچستان میں کوئلہ کی کانوں میں جو افراد کام کے دوران مر جاتے ہیں ان کا دفن کرنے کا انتظام ہمارے پاس نہیں ہے ہمیں ایسی میت کے لیے

[Prof. Khurshid Ahmad]

گاڑیاں چاہئیں تاکہ ان میں ان کی لاشوں کو لاسکیں۔ ان کے گاؤں پہنچانے کے لیے، اور وہ افراد جو اُن کے مالک ہیں انہیں اسکی کوئی فکر نہیں۔ اور یہ شخص مارا مارا پھرتا تھا۔ اور لوگوں سے بھیک مانگتا تھا کہ ہماری اتنی مدد کرو۔ کہ ہم ان لاشوں کو عزت کے ساتھ زمین کے سینے میں دفن کرسکیں۔

جناب والا! یہ ہیں آپ کے ملک کے حالات۔ آپ اسلام آباد کے ایوانوں میں بیٹھ کر ملک کے عام شہری اور خصوصیت سے محنت کار کی مشکلات کو اس کے مسائل کو اس کی تکلیفوں کو اگر محسوس نہیں کریں گے تو پھر اس ملک کو بگاڑ اور انقلاب سے کوئی چیز نہیں روک سکے گی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم حالات کا جائزہ لیکر ایک منصفانہ پالیسی بنائیں جو حقیقت پسندانہ ہو۔ جس میں ایک طرف وقت کے تقاضے پورے ہوں اور دوسری طرف لوگوں کے ساتھ انصاف ہو۔ جب تک آپ لوگوں کو انصاف نہیں دیں گے آپ ایک stable نظام قائم نہیں کرسکیں گے۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ خلیفہ اوّل نے ذمہ داری سنبھالنے کے بعد جو سب سے پہلی بات کہی وہ یہ تھی کہ میں انصاف اور معروف کو قائم کروں تو میرا ساتھ دو۔ اگر مجھ سے غلطی ہو تو مجھے درست کر دو۔ انہوں نے فرمایا۔ میری نگاہ میں تم میں سے زبردست طاقتور، کمزور ہے۔ جب تک کہ میں اس سے لوگوں کا حق لے نہ لوں۔ اور میری نگاہ میں تمہارے میں مجبور اور کمزور، قوی ہے حتیٰ کہ اس کا حق اس کو پہنچا دوں۔ یہی اسلام کا مزاج ہے۔ اگر ہم نے اس نظام کو قائم کرنے کی کوشش نہ کی اور صرف زبانی جمع خرچ کرتے رہے تو اُس سے نہ ماننے والے ان طوفانوں کو نہ روک سکتے ہیں اور نہ اس ملک کے عوام کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کو آخرت میں منہ دکھا سکتے ہیں۔

جناب والا! میں اس موقع کی مناسبت سے آپ کو ان بنیادی حقائق اور معاملات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور پوری دردمندی سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ افراد جن پر حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ ایوان جس کے اوپر ملک کے معاملات کو سوچنے اور اس کے مسائل کے حل کی ذمہ داری ہے۔ ایک بہت بڑا بوجھ ہمارے کاندھوں کے اوپر ہے۔ ہمیں اس ذمہ داری کو سنجیدگی سے لینا چاہیئے۔ اور ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ ہم یہاں محض اپنے الاؤنس وصول کرنے کے لیے

اور کرسیوں پر بیٹھنے کے لیے نہیں آئے ہیں۔ اس کے لیے آئے ہیں کہ ملک کے معاملات پر غور کریں اور ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ یہی ذمہ داری حکومت کی ہے۔ اور یہی ذمہ داری اپوزیشن کی ہے۔ اس لیے اس اصل مقصد کے لیے کہ یہ ملک مستحکم ہو، یہاں انصاف کا نظام قائم ہو۔ یہاں کے لوگوں کو حقوق ملیں یہ وہ چیز ہے جس میں ہمارے اور آپ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ محض ہم اپنی تقریریں نہ کریں، خوش کن بیانات نہ دے دیں بلکہ اپنی پالیسیوں کا جائزہ لیں اور عملی کوشش کریں تاکہ یہ مسائل حل ہو سکیں۔ جب تک آپ ان کے حل کی کوشش نہیں کریں گے تو وہ تغیر وہ تبدیلی نہیں آ سکے گی۔ جس کے لیے یہ ملک قائم ہوا تھا اور جس کے لیے ہم اور آپ کوشاں ہیں۔

جناب چیئرمین:۔ شکریہ! جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: I would like to record my support in appreciation for the motion moved by Senator Mir Dad Khel. Because I believe that there is also a personal significance to this motion for the mover of the motion because as on a couple of previous debates on economic aspects of our country, one has had the occasion to point out that in this, the supreme legislature of the country whose manner of election is reflective of the economic structure of society wherein possibly only the most privileged people are able to be elected to this august body partly because of the indirect system of election and partly because of the economic structure of our society, it is a coincidence perhaps that Senator Mir Dad Khel is possibly the only member of this august House who belongs to the very sector of national economic activity to which the workers and the peasants belong. The people who use their physical might, their physical sweat and labour and combine it with an integrity of purpose and dedication to become the backbone of the country's economy. So, I appreciate the moving of this motion and I also note that it comes through a member of this august House who comes from a province which of all the four provinces of the federation is obviously the most deprived and dispossessed. Economic statistics indicate that the rural areas of Baluchistan have the lowest average monthly income of rural areas from all the four provinces. That in rural households in Baluchistan as high as 82% of them live on less than Rs. 1000/- per month, a figure which some of us in this very august House spend once a day on staying in Islamabad in order to attend the sessions of this august body.

[Mr. Javed Jabbar]

So, the moving of this motion has ramifications on many levels and, I think, it is the fact that the mine workers belong to a very small fractional part of the total organized labour force of this country, in itself illustrates the problem. Because mine workers in Pakistan have not ever become a visible vocal part of whatever limited success the trade union movement has had in this country. The very nature of their work which is semi-rural if not entirely rural ensures that it assumes a diffused and dissipated identity in total contrast to industrial labour in urban areas, in which hardships suffered by 500 workers may receive much greater attention than the historic neglect and injustice suffered by 5000 mine workers who, in my view, can be described as being both literally and figuratively invisible, invisible to the rest of the country. Partly because of the very nature of their work they descend into the bowels of the earth, invisible to the naked eye and they work in remote corners of the country where no media cameras and no correspondents care to venture nor indeed do public leaders or public officials take the time and trouble to go personally and assess the plight of these invisible unsung but truly magnificent labourers and workers of this country.

Sir, I believe that to sum up this aspect it would be appropriate to say that the mine workers of this country are born inside a hell hole, and they remain trapped inside that hell hole, as long as they survive because by not being part of the conventional Trade Union movement of this country they are deprived of the normal standard benefits that apply to office workers who do not expend perhaps a fraction of the energy and the sweat that these people do. Whether it is in the health sector, the education sector, or their pay and emolument sector or on the environmental context in which these mine workers live and their families grow up; in every single aspect they can be described along-with rural landless peasants as the single most discriminated against group of workers in our society.

I believe Sir, that it is not enough to simply hold the Federal or the Provincial government responsible for this. I believe that this is a collective responsibility and the primary responsibility is that of the owners of the mines. Those privileged people who belong to that small class of enterpreneurs and capitalists in our country who have the connections by birth or by acquisition to be able to obtain those very useful and lucrative mining licences which I would think should be a matter of public scrutiny and debate. We should introduce a system by which mining licences are not given in the privacy and the secrecy of unenlightend ill-informed public debate but that they should be exposed to some kind of public accountability so that the renewal of these lincences is related to the performance of the mine owners in providing those basic facilities and rights to the mine workers. So far the granting of licences to mine owners has been not only a part of the economic benefits that our monopolistic system has sustained but it is also part of political privilege and I think this is an excellent opportunity for a government, that has come in after eight years of authoritarian rule and which sometimes legitimately can claim to represent public opinion, to take some innovative steps in this direction and to introduce a new regulatory mechanism for the conduct of mining, for the granting of mining licences and above all for the renewal of mining licences. I regret to point out Mr. Chairman, that the Labour Welfare Commission's report like the reports of all those other bodies remains a matter of inward scrutiny by a system that seems not

willing to immediately share some very basic and obvious facts with the public. By some remote logic it may be understood if the Hamood-ur-Rehman Commission's report is delayed by one year, two years or three years though it is now 16 years but in a country where most obviously there is need for reform in the labour sector where even the labour Welfar Commission report is shelved or is not studied in depth by the very system which has produced it, defies my comprehension. I appreciate that any Commission will come up with numerous recommendations and that any government will want to prepare itself adequately before releasing it to the merciless gaze of public opinion but in our country where government already has access to all the data, where it is so difficult for people in the private sector or for people outside government to gain access to the secrets or to the real truth of a given situation, the government cannot plead that it is still studying the recommendations of that commission.

The government has a head start of 40 years over the rest of the country in having access to all the relevant information. If the government is of the view that the Labour Commission, which it is most unlikely–makes radical recommendations–the government has a moral duty to circulate the report of that Commission and to allow the people to decide whether those recommendations are too radical and impractical for implementation or whether some of them can be implemented immediately and I believe that, that Commission report's scrutiny and circulation will help the case of the mine workers. I suggest Sir, in conclusion that the Senate itself take the initiative of requesting the Standing Committee concerned with labour and with labour regulation to either send a Sub-Committee of the Senate Standing Committee to selected identified mines in consultation with Senator Mir Dad Khel to make an on the spot assessment of the working conditions and during the pendency of this session to return to the main Standing Committee and to formulat a report so that the discussion on this motion does not become yet another piece of paper piled up in the records of the Senate library for we have known that on many occasions decisions or recommendations taken on the floor of this Senate have yet to be implemented and I would suggest for the consideration of my colleague Senator Mir Dad Khel and other colleagues that perhaps this very Standing Committee should recommend the holding of a national mine workers conference in the capital of this country to focus national attention on the tragedy of the mine workers to, at one stroke, remove the invisibility from which they suffer and to place them in the single most visible part of the country so that their problems receive full and complete scrutiny and the support of the federal legislature. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Ghulam Faruque Khan.

Mr. Ghulam Faruque Khan: Mr. Chairman, I felicitate the honourable mover of this motion for the discussion that he has brought about in the Senate. I Don't know how much time you can give me because I have not got oratory of my friend Professor Khurshid and Mr. Jogezai. They have gone into very wider subjects and sublimed it, one bringing the question of Islamic Ideology and the other talked mostly in general term. It is my friend Mir Dad Khel who has made a true representation of the conditions. You know it that almost 1/4th of my life one way or the other was connected with

[Mr. Ghulam Faruque Khan].

coal mining industry and coal mines. During the war of four years I was Coal Controller. Then when I came back to Pakistan as Chairman of PIDC we had control of these mines in Baluchistan, Punjab and other places. I would not go and waste the time of the House but I want to bring to the notice of the House the actual matters which are connected with coal technology, which are connected with the welfare generally and the health of the miners.

There is no doubt that the condition of the miners as far as Pakistan is concerned generally speaking, all over and in particular reference to Baluchistan are most deplorable. These are different kinds of mines which either go very thin seam underground or are worked like Baluchistan from the side of the hill. The quality of the coal what is called is high volatile coal subject to gas and subject to many other disabilities. What has happened is that so far as my knowledge goes, no organization of the Government within last 40 years has taken effective steps (some responsibility of it does fall on me too for quite a number of years I was there), but compared to the safety of mines and the welfare of labour, at present, leaving aside other countries which are far more advanced, in India which I have a great deal of experience, they are the worst possible as far as Pakistan is concerned in general and Baluchistan in particular. There is no Safety of Mines Act. I don't know whether there is any Inspector of Mines,Senior Inspector of Mines who is supposed to be responsible for safety work, who is supposed to be responsible to see that the rescue operations are there. There have to be Special Rescue Operations team specially trained in case of any accident to go and see the site and try and bring out the victims. The general conditions of housing are the worst that at least I have seen anywhere. There is no question of medical facilities. There is no question of proper training for them and I don't know how they are treated by the various mining people who hold the leases. I had a great deal to do with the Makarwal Collieries and also the collieries that are at Harnai. Several schemes have been put forward to have different sort of carbonization plants making coke for domestic burning purposes because there is a great shortage of it. The workers require a great deal of humanitarian touch. Their problems should be examined not only from the point of view of general welfare of labour but also because they are undoubtedly a special class of labour. Their conditions of work are vastly different and not in keeping with other labour conditions. In comparison to them (coal mine workers) some of the other labour are more or less in comfort and you may call them in luxury but here they work under extreme conditions.

There is one item on which there has been discussion day and night and that is about the sources of energy. You have got large deposits of coal. We hear every day about it-about Lakhra coal, but no progress has been made. The WAPDA has been going into various schemes of making use of coal in power stations and other things but I do not know whether any effective action has been taken.

I think my friend Mr. Mir Dad Khel has brought out the subject in a very appropriate and suitable manner. I did not know that he was connected with the details of the mining operations but he seems to know a great deal about it. I think this is to be investigated and enquired by a special commission of technical people to by appointed

by the Government which should survey the conditions of these people all over Pakistan. Many of them, as far as Baluchistan mines are concerned, are people who come from Buner area in Swat and other such places far away from their homes, away from their families and all that. So, it is a very appropriate, very essential, urgent matter and government should go into it by appointing a special commission of technical people, not merely having members who have no detailed knowledge of it. If necessary the government should also invite experts from outside. There are quite a number of people here associated with coal mining like Powel, Doffel and others who are experts in this field and their expertise is recognised on a universal basis as far as mining is concerned particularly coal mining.

So, a great deal has to be done. It is not a question of doing a little here and there. I think this will involve expenditure of fabulous sums–crores of rupees but this is very essential in view of the great pressure that is being brought at the present moment of making more and more use of coal for energy purposes. A lot of lip service is paid by the Government and by various people concerned in authority but no real step has been taken as how to develop this coal and how to make full use of substantial deposits of coal that you have, as also to see that you have a labour which can work with vigour in conditions which are appropriate for their work. Special consideration is required in this regard.

As my friend said, there are certain industries where after the age of 35 or 40 a labour cannot work. Such labour is involved in coal mines particularly and also in some part of the cement industry because there is a lot of dust and things like that. From my own information and knowledge I strongly support what Senator Mir Dad Khel has said and I would propose that a special commission be appointed–technical commission at high level to go into the whole question of the working of coal mines, welfare of the labour specially their medical and safety arrangements and rescue stations to be established. It is only then that Pakistan would be able to get full benefit of the natural resources that God has given it. I hope that this is a matter which will be taken into account. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: Thank you very much. Mr. Hussain Bakhsh Bangulzai.

میر حسین بخش بنگلزئی: بہت بہت شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! اس موشن پر اگر میں اپنے خیالات کا اظہار نہ کروں جو کچھ میں نے محسوس کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اپنے ان مزدوروں کی صحیح نمائندگی نہیں کر سکوں گا، جناب جہاں تک اس ملک کے معدنی وسائل کا تعلق ہے اور جہاں تک جناب اس ملک کی افرادی قوت کا تعلق ہے، قدرت کی اس ملک پر بہت ساری نوازشات ہیں

[Mir Hussain Bakhsh Banguizai]

لیکن سب سے بڑی کرم فرمائی جس کو میں نے محسوس کیا ہے اور اس معزز ایوان میں سب لوگ محسوس کرتے ہیں یہ ہے کہ قدرت نے اس ملک کو معدنی وسائل سے مالا مال کیا ہے اور بالخصوص جس چیز پہ ہم لوگ پاکستانی کی حیثیت سے فخر کر سکتے ہیں وہ افرادی قوت ہے، میرے بزرگ جو یہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک چوتھائی مزدوروں سے متعلق منصوبہ بندیوں میں گزارا ہے، مجھے ان کی خدمات کا بہت احترام ہے اور ان جیسے بہت سارے دوستوں کی خدمات کا بہت احترام ہے کہ ضرور انہوں نے اپنے ذہن اور اپنی فکر کے مطابق کانوں اور کانوں کے اندر کام کرنے والے مزدوروں کے لیے منصوبہ بندی کی ہے۔

میں آج جس چیز کو بہت زیادہ محسوس کر رہا ہوں وہ نا انصافی ہے ان لوگوں کے لیے جو کوئلے کی ان اندھیری کانوں کے اندر کام کرتے ہیں، میں چونکہ محنت کی عظمت کو تسلیم کرتا ہوں، نہ صرف تسلیم کرتا ہوں بلکہ محنت کی عظمت کو سلام بھیجتا ہوں۔ میں سلام بھیجتا ہوں ان لوگوں کو جو کوئلے کی ان اندھیری کانوں میں صرف چند ٹکوں کی دہاڑی کے لیے اس ملک کی اکانومی کو بناتے ہیں اور تمام ان لیز اونرز کی میں مذمت کرتا ہوں جو ان کے خون پسینے سے کروڑوں اور اربوں روپے بناتے ہیں لیکن وہ لوگ جو ان کی تجوریوں کو بھرنے کے لیے رات دن محنت کرتے ہیں ان کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔

جناب والا! میں یہ بات اس حوالے سے کہتا ہوں کہ بلوچستان کے اندر کول مائنز کا ذکر ہو چلا ہے اور واقعی بلوچستان کے اندر کول مائنز کافی ہیں اور ان کا زیادہ حصہ میرے ضلع میں واقع ہے جس کا نام قلات ہے میں نے وقتاً فوقتاً ان کول مائنز کا دورہ بھی کیا ہے ان کی حالت دیکھی ہے اور میرداد خیل صاحب جو کچھ فرماتے ہیں یہ بالکل صحیح ہے بلکہ اس وقت میں دو تین تجاویز پیش کروں گا کیونکہ اس قرارداد پر تفصیلی اور سیر حاصل بحث ہوتی ہے میں دو چار تجاویز آپ کی وساطت سے اور اس معزز ایوان کی وساطت سے گورنمنٹ کے لیے پیش کرنا چاہوں

گا جہاں تک جس وقت جو لوگ، جو مائن اونرز، جن میں ایریاز کے لیئے الاٹمنٹ کی درخواست دیتے ہیں میری تجویز یہ ہے کہ ان ایریاز کو الاٹ کرتے وقت گورنمنٹ ان پر یہ پابندی لگائے کہ جتنے بھی مزدور ان کی مائنز میں کام کرتے ہیں وہ ان مزدوروں کو اس انکم کے اندر نہ صرف دہاڑی دے گا بلکہ ان کو

حصہ دار بھی بنائے گا ان کا حق اس ملک کے اوپر ہے وہ اس ملک کے معزز باعزت اور باغیرت شہری ہیں جو محض محنت کے ذریعے اپنی روزی کمانا چاہتے ہیں لہذا اس ملک کے منصوبہ بندوں پر یہ آئینی غرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان کی ویلفیئر کا خیال رکھیں نہ صرف ویلفیئر کا خیال رکھیں بلکہ اس ملک کے ذرائع کے اندر اس ملک کی آمدنی کے اندر ان کو برابر کا شریک سمجھیں لہذا میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ تمام مائنز اونرز یا جن لوگوں کو ان مخصوص کانوں کی الاٹمنٹ ملتی ہے ان کو اس بات کا پابند کیا جانا چاہیئے کہ جو مزدور ان مائنز کے اندر کام کرتے ہیں ان کو ایک حصہ اس آمدنی سے ملنا چاہیئے۔

دوسری بات اس وقت ہم لوگ اپنے ملک کے اندر جو معاشی بحران محسوس کر رہے ہیں اس معاشی بحران کو ختم کرنے کے لیے ہمارے پاس جو بہت بڑا ذریعہ ہے وہ کانوں کا ذریعہ ہے۔ منصوبہ بندوں سے میری یہ بھی گزارش ہے اور تجویز ہے کہ اب ایگریکلچر سے ہٹ کر انڈسٹری سے ہٹ کر آپ مائنز کی طرف چلے جائیں اور منصوبہ بندی اس طریقے کی ہونی چاہیئے آج کے بعد ہم اپنی مائنز کو اپنی کانوں کو جو مختلف شکلوں میں ہیں کوئلے کی شکل میں ہے، گندھک کی شکل میں ہے آئل کی شکل میں ہے جس جس شکل میں ڈپازٹس اس ملک میں موجود ہیں ان سب سے استفادہ کیا جائے اور اس کے دو نتائج نکلیں گے ایک تو معاشی بحران سے ہمارا ملک بچ جائے گا اور دوسرا ہم اپنی افرادی قوت کو بڑے آرام سے اس کے اندر کھپا سکیں گے۔ اس وقت اگر ہم پاکستان سے باہر چلے جاتے ہیں اور ان باعزت اور باعزت پاکستانیوں سے ملتے ہیں

[Mir Hussain Bakhsh Bangulzai]

جو اپنا خون پسینہ ایک کر کے باہر کے ملکوں کو سجا رہے ہیں کیا ہم ان کی وہ محنت اور وہ قوت اپنے ملک کے اندر استعمال نہیں کر سکتے، یقیناً کر سکتے ہیں اور ان لوگوں کا ارادہ ہے اور وہ بالکل واضح انداز میں کہتے ہیں کہ ہم پاکستان آکر کام کرنا چاہتے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے منصوبہ بندوں کی طرف سے ان لوگوں کے لیے کوئی سہولت نہیں ہے اس لیے وہ لوگ ملک میں آنے سے گریز کرتے ہیں لہٰذا منصوبہ بندوں سے میں یہ گزارش کروں گا اور میری یہ تجویز ہے کہ پاکستان کی معیشت کو at par لانے کیلئے اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم مائنز کی طرف چلے جائیں اور اپنی افرادی قوت کو ٹیکنیکل لوگوں کو جو باہر کی دنیا میں باہر کے ملکوں کو بنا رہے ہیں ان کی تمام expertise سے فائدہ اٹھائیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ میری تیسری تجویز یہ ہے جیسے کہ میرے بزرگ نے فرمایا کہ سپیشل کمیشن ان امور کو سٹڈی کرنے کے لیے مامور کیا جائے اور مزدوروں کے لیے فیصلے کرنے کے لئے بہتر سے بہتر ٹیکنیکل اور اس کے فیلڈ کے لوگوں کی سفارشات اور تجاویز کو آگے لے کر بڑھیں یہ حکومت کے لیے انتہائی ضروری ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ میں اپنی اس تجویز پر بہت زیادہ زور دیتا ہوں مائنز ورکرز کو مائنز اونرز کے ساتھ شراکت دار ضرور بنایا جائے۔ جناب آپ کا بہت شکریہ!

Mr. Chairman : Thanks. Anybody else would like to speak.

جناب جہانگیر جوگیزئی صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میں بہت مختصر سی بات کہوں گا کیونکہ پہلے بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ جناب غلام فاروق صاحب نے کہا کہ انسپکٹر ہے یا نہیں۔ میں انسپکٹر کا قصہ سناتا ہوں میں کوئٹہ اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ تھا۔

یہ ۱۹۵۴ء کی بات ہے۔ ہمارے پاس مائنز اونرز کے بہت سارے چالان آتے تھے۔ جب ہم تاریخ دیتے تھے تو وہ سارے مالکان اور ملزمان موجود ہوتے تھے لیکن انسپکٹر تشریف نہیں لاتے تھے۔ چنانچہ اس طرح دو تین ماہ گزر گئے تو میں نے ازخود fine لگا دیا تو انسپکٹر ڈی سی کے پاس چلا گیا اور میری شکایت کی کہ اس نے ان کو کافی سزا نہیں دی میرا اس بات پر ڈی سی سے کافی جھگڑا ہوا اور اس نے اس بات پر مجھے کافی برے ریمارکس دیئے تھے جس نے بعد میں میرے کیریئر پر بہت برا اثر ڈالا۔ بات یہ ہے کہ پاکستان کا مطلب ہی ویلفیئر سٹیٹ سے تھا۔ یہ مطالبہ نہ صرف مزدوروں کے لیے تھا بلکہ ہر شخص اس بات کا حقدار ہے کہ اس کے ساتھ انصاف کیا جائے کیونکہ ہمیں میراث میں جو حکومت ملی ہے وہ کالونی نظام کی ہے اور ہم اسی کالونی نظام کے ماتحت اسی قسم کا ذہن رکھتے ہوئے اب تک ہم اس barrier کو پار نہیں کر سکے اور نہ ان قوانین کی جگہ ایسے قوانین لا سکے جو ایک آزاد ملک کے شایان شان ہوں اور اب تک ہمارے قانون، ہماری انتظامیہ، ہماری عدلیہ بدلی ہے نہ تعلیم کا نظام ویلفیئر سٹیٹ کا نظر آیا ہے۔ زبان سے ہم سب کچھ کہتے ہیں اور ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے ہم آئین تو بنا لیتے ہیں پھر اسکو صرف ریفرنس کے لیے رکھ دیتے ہیں۔ قرآن کو ہم مانتے ہیں لیکن ہم اس کو طاق نسیان میں رکھتے ہیں۔ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے یا مرتا ہے تو اس وقت سورۂ یٰسین پڑھی جاتی ہے اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کرتے اب وقت ایک ایسی حکومت کے لیے ہے جس کا منشور بھی ہے جو عوامی حکومت بھی ہے، نمائندہ بھی ہے ہمیں اس وقت بسم اللہ کرنی چاہیئے کہ ان تمام برائیوں کو دور کریں اور اس ملک کو ایک فلاحی مملکت کی شکل دیں اور اس میں ایک ایسا نظام قائم کریں کہ پرانے نظام میں جہاں اچھائی ہے اس کو رکھیں اور جہاں برائی ہے اسکو مٹا دیں۔

ایک بات میں یہ کہوں گا کہ جتنے لیزز دیئے گئے ہیں ایک آدمی کو ۲۷ ایکڑ دیئے گئے ہیں بعض کے پاس ایک سو سے زیادہ لیزز ہیں وہ کیا کرتے ہیں وہ

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

اتنا کوئلہ نکال لیتے ہیں جن سے ان کا گزارا ہوتا ہے باقی سارا بند کیا ہوا ہے یہاں ہرنائی میں ایسے واقعات ہیں میرے پاس لوگ آتے تھے کہ ہم کو لیز نہیں دیتے ۔ اگرچہ ان کے پاس اتنے مائنز بیکار پڑے ہوئے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس کے لیے بھی ایک لازمی ایسا ادارہ بنایا جائے تاکہ لیز دینے کی تعداد پر کچھ قدغن ہو ۔ پانچ دس سے زیادہ ہوں تو اس کو نیشنلائز کیا جائے یا کسی اور کو دیئے جائیں خاص طور پر ان لوگوں کو دیئے جائیں جن کی ملکیت میں آتے ہیں اور پھر جیسے بنگلزئی صاحب نے کہا میں اس کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں مائنز اونر کے ساتھ مزدوروں کا حصّہ ہونا چاہیئے اگر حصّہ نہ ہو تو کم از کم وہ تمام لوازمات جو ضروری ہیں وہ ان کو دیئے جائیں اور صرف اپنی تجوری کے لیے پیسے جمع نہ کیے جائیں ان الفاظ کے ساتھ میں یہی پر زور سفارش کروں گا کہ مائنز کی حد مقرر کی جائے اور ان کے ساتھ مزدوروں کا حق شامل کیا جائے ۔

Mr. Chairman : Who is going to wind up the debate on behalf of the government?

جناب عبدالستار لالیکا : حضور والا ! ہم سینیٹر میرداد خیل کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کا طویل حصّہ اس جدّوجہد میں گزارا ہے جہاں تک ان کی اس موشن کا سوال ہے انہوں نے صحیح طور پر اس ایوان کی اور ہماری توجہ ایک صحیح اقدام کی طرف دلائی ہے ۔ میں پہلے بھی ہمیشہ سے اپنے طور پر یہ کوشش کرتا رہا ہوں کہ ان کے ساتھ رابطہ رکھوں ، ان کے تجربات سے اور ان کی تجاویز سے رہنمائی حاصل کروں ۔ اب بھی حکومت کی یہ کوشش ہو گی کہ جو بھی تجاویز اس ایوان میں معزز ممبران کی طرف سے آئی ہیں ، ہم انہیں روایتی انداز میں یہ کہہ کر ٹال نہ دیں کہ ہم ان پر ہمدردانہ غور کریں گے ۔ ہم تہہ دل سے یہ چاہتے ہیں اور میرے قائد محمد خان جونیجو کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اس ملک کے مزدوروں کے لیے کسانوں کے لیے ایسے اقدامات کریں جن سے ان کو یہ احساس ہو کہ واقعی اس ملک میں ایک جمہوری تبدیلی آئی ہے ۔ ہم ان لوگوں میں سے

نہیں کہ اگر ہم مزدوروں کا کچھ فائدہ کریں تو اپنی بڑائی کے طور پر، ایک احسان کے طور پر بار بار اس کی تشہیر کریں۔ کیونکہ ایک چیز سامنے آئی ہے، اس لیے اب میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ جو بھی محمد خان جونیجو کی حکومت نے مزدوروں کی بھلائی کے لیے اقدامات کیئے ہیں، ان کو اس ہاؤس کے سامنے لاؤں۔

ہم ان میں سے نہیں کہ ہم یہ دعوئی کریں کہ ہم نے یہ کوئی احسان کیا ہے، ہم اس چیز کو مانتے ہیں کہ یہ ان کے حقوق تھے اور یہ ان کو بہت پہلے مل جانے چاہئیں تھے۔ یہاں سینٹر میرداد خیل صاحب نے ذکر کیا ہے اولڈ ایج بینیفٹ کا، آپ اس بات سے اندازہ کریں کہ یہ جو اولڈ ایج پنشن تھی، ہماری حکومت سے قبل یہ ۹۰ روپے ملا کرتی تھی، ہمیں اس چیز کا احساس تھا کہ ۹۰ روپے ماہانہ میں کوئی آدمی اپنا کیا گزارہ کر سکتا ہے۔ ۳۲ کروڑ روپیہ اس کنٹریبیوشن سے اکٹھا ہوتا تھا اور حکومت نے ۳۲ کروڑ روپیہ اپنی طرف سے شامل کیا۔ اب اللہ کے فضل سے کم از کم جو پنشن ہے وہ تقریباً چار سو روپے کے قریب ملا کرے گی اور زیادہ سے زیادہ بارہ سو روپے کے قریب ملا کرے گی۔

حضور والا! جہاں تک حادثات کا سوال ہے۔ جہاں تک بے وقت موت کا سوال ہے۔ ہماری اپنی یہ کوشش ہے، حکومت کی یہ کوشش ہے کہ ہم ان حادثات کو کم سے کم کریں اور اس مقصد کے لیے ہم نے مختلف مقامات پر مائنز ریسکیو سنٹرز قائم کیئے ہیں جن سنٹرز کے اندر ورکرز کو تربیت دی جاتی ہے، جن کے اندر حادثات کے اندر آگ لگ جانے، یا اس قسم کے حادثہ ہونے کی صورت میں بچنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے ہم نے ریسکیو پارٹیاں بھی ترتیب دی ہوئی ہیں۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ان سنٹرز کی تعداد جتنی ہونی چاہیئے تھی اتنی نہیں ہے اور یہ تعداد کم ہے، لیکن ہماری کوشش ہے کہ ہم ان سنٹرز کی تعداد بڑھائیں اور زیادہ سے زیادہ سنٹرز قائم کریں۔ میں اسے کسی کی موت کا معاوضہ نہیں کہوں گا، عام طور پر یہ تاثر لیا جاتا ہے کہ شاید ہم کسی لاش کی قیمت چکاتے ہیں لیکن ہماری نیت قطعاً یہ نہیں ہے، ہم تو بطور

[Mr. Abdus Sattar Lalika]

حکومت میں ہونے کے، بطور امانت کے امین ہونے کے، اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس خاندان کی امداد کے لیے کچھ نہ کچھ دیتے ہیں ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم کسی لاش کا معاوضہ چکا رہے ہیں۔ ہماری حکومت نے اس امداد کو موت کی صورت میں ۱۵ ہزار سے بڑھا کر ۳۰ ہزار کیا ہے۔ معذوری کی صورت میں اس امداد کو ۲۱ ہزار روپے سے بڑھا کر ۴۲ ہزار کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہماری تو یہ پالیسی ہے کہ جہاں کوئی بھی اس ملک کا محنت کش، جو کہ اپنے ہاتھ سے روزی کمانے والا ہو، ایسا کوئی بھی محنت کش اگر کہیں بھی کسی وجہ سے جائے تو حکومت اس کے خاندان کی کفالت کے لیے انشورنس کی رقم اپنی گرہ سے دے گی اور اس کے خاندان کی امداد کرے گی۔

آپ کے سامنے اس ملک کے وسائل بھی ہیں، آپ کے سامنے اس ملک کی جو مالی حالت ہے وہ بھی ہے۔ یہاں میرے محترم پروفیسر خورشید صاحب کی طرف سے یہ کہا گیا کہ ہم شاید ان ایوانوں میں آ کر ان لوگوں کو بھول جاتے ہیں۔ حضور والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں ہم کسی شوریٰ کے نامزد نمائندے نہیں ہیں، ہم اپنی جڑیں عوام میں رکھتے ہیں اور عوام نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ ہم کسی بھی لمحہ ان لوگوں سے غافل نہیں ہو سکتے جنہوں نے ہمیں اپنا اعتماد دے کر یہاں بھیجا ہے۔ اس چیز کا یہ واضح ثبوت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ یہ دوڑ رہی، جو بھی اس ملک میں آیا، اس نے یہ کوشش کی کہ وہ عوام کے پیسے سے لمبی سے لمبی گاڑی خریدے۔ بڑے سے بڑا بنگلہ بنائے۔ خرچ زیادہ سے زیادہ کرے۔ حتیٰ کہ جو غریبوں کے نام پر ووٹ لے کر ان ایوانوں میں آئے۔ انہوں نے بھی پچیس، پچیس، تیس، تیس لاکھ کی گاڑیاں خریدیں لیکن میرے قائد کی نیت دیکھئے، ہم نے پچھلے بجٹ پر کچھ ایسی ضرورت محسوس کی تو اسکا اعلان کر دیا۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اس پر اخبارات میں مختلف تبصرے شائع ہوئے ہیں کہ بڑی گاڑیاں بیچ کر چھوٹی گاڑیاں لی گئی ہیں اور اس میں اتنے پیسے بچے ہیں اور اتنے پیسے کم ہو گئے ہیں۔ لیکن میں یہ

سمجھتا ہوں کہ میرے قائد محمد خان جونیجو کا یہ ایک انقلابی قدم تھا کہ ہم نے اس دوڑ کو ردکا ہے۔ میں اس میٹنگ میں موجود تھا جہاں انہوں نے یہ فرمایا کہ اس ملک میں پبلک کے پیسے پر، عوام کے پیسے پر، ہم کسی کو عیش کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ہم اس چیز پر واپس آئے ہیں کہ یہ پیسہ عوام کا پیسہ ہے اور ہم نے اسے احتیاط سے خرچ کرنا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ اس چیز کا اطلاق ہم نے اپنے اوپر کیا ہے۔

جناب والا! جہاں تک مائنز ورکرز کی مشکلات کا سوال ہے، آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے اس مقصد کے لیے جناب مردت صاحب کی سربراہی میں ایک لیبر کمیشن کا اعلان کیا تھا، اب اس کمیشن کی رپورٹ آچکی ہے۔ ہم اس پر غور کر رہے ہیں، میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں، اس میں مائنز ورکرز کے متعلق جتنی بھی تجاویز ہیں ہماری یہ سعی اور کوشش ہوگی کہ ہم ان پر خاص طور پر توجہ دیں۔

حضور والا! ہمیں احساس ہے کہ ہمارے یہ محنت کش بھائی جو اتنا سخت کام کر کے اس ملک کی خوشحالی میں حصہ دار ہیں، ان کی مشکلات کو حل کرنا ہے ہمیں اس بات کا احساس ہے۔ اور جو باقی تجاویز میرداد خیل صاحب کی طرف سے آئی ہیں اور جو انہوں نے مائنز ورکرز کی مشکلات کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کو حل کریں گے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب میرداد خیل صاحب کاغذی قسم کی تجاویز ہمیں پڑھ کر نہیں سنا رہے تھے بلکہ یہ ان کی زندگی کے تلخ تجربات ہیں جو انہوں نے اس ہاؤس میں بیان کیئے ہیں اور انشاءاللہ ہم بھی اسی نیت کے ساتھ، اسی کوشش کے ساتھ، ان کی تمام تجاویز پر پورے ہمدردانہ طریقے سے غور کریں گے۔ جہاں تک ہمارے وسائل نے اجازت دی ہم ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہم یہ مانتے ہیں کہ مائنز ورکرز کی صحت کے لیے جو انتظامات کیئے گئے ہیں وہ ناکافی ہیں۔ پنجاب میں ہم نے چکوال اور ڈنڈوت کے مقام پہ ہسپتال کھولے

[Mr. Abdus Sattar Lalika]

ہیں جہاں ایکسرے کی سہولتیں موجود ہیں۔ اور کچھ موبائیل یونٹ بھی ہیں جو اس چیز کے لیے کام کر رہے ہیں۔ باقی رہی انکی رہائش کے متعلق تو میرے پاس پنجاب میں جہاں ان کی رہائش کے لیے انتظامات کیے گئے ہیں ان کی ایک لسٹ موجود ہے۔ لیکن میں میرداد خیل صاحب سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالےٰ بلوچستان میں بھی ہم پوری کوشش کریں گے کیونکہ بنیادی طور پر جو مائنز کا مسئلہ ہے یہ ایک صوبائی مسئلہ ہے لیکن ہم اس میں پیچھے نہیں رہیں گے۔ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ ہم مائنز ورکرز کے لیے اس جگہ پر ہسپتال کا انتظام کریں۔ ہماری یہ کوشش ہو گی کہ ہم انکی رہائشی سہولتوں کا انتظام کریں۔ اور جہاں تک سوال ہے اولڈ ایج بینفیٹ میں مدت کو کم کرنے کا جیسا کہ میرداد خیل صاحب نے کہا ہے اس مدت کو کم کیا جائے تو انشاء اللہ تعالےٰ ہم اس چیز پر بھی غور کریں گے اور اس میں کوئی گنجائش ڈھونڈیں گے کیونکہ مائنز ورکرز کے حالات دوسرے ورکرز سے مختلف ہوتے ہیں ان کا کام اس نوعیت کا ہوتا ہے کہ صحت میں قبل از وقت خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے ایک بار پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ میرے قائد کی نیت نیک ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اس ملک کے مزدوروں اور کسانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ اچھائی کا کام کریں اور ان کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کریں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین : بہت بہت شکریہ! وزیر صاحب کے اس بیان کے ساتھ اس تحریک پر بحث ختم ہوتی ہے کئی ایک امور پر جو بحث کے دوران اٹھائے گئے تھے۔ وزیر صاحب نے حکومت کا نقطہ نظر بھی پیش کیا۔ لیکن میری تجویز یہ ہے کہ بہت ساری مفید تجاویز ایوان کے سامنے آتی ہیں ان پر مفصل غور کی ضرورت ہے اور یہ جو لیبر کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس کا اجلاس جہاں تک میرا علم ہے ابھی تک نہیں ہوا بدقسمتی سے ذوالفقار علی چشتی صاحب جو اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں وہ موجود نہیں ہیں۔ لیکن دیگر جو ممبران ہیں

اگر وہ جلد سے جلد لیبر کمیٹی کا اجلاس بلائیں اور جتنی تجاویز یہاں فلور پہ آئی ہیں ان کا جائزہ لیں اور انکی روشنی میں سفارشات حکومت کو تجویز کریں تو بہت ہی اچھا ہو گا .....

پروفیسر خورشید احمد : جناب ! اگر سینٹ سیکرٹریٹ اتنی زحمت کر سکے کہ اس discussion کا transcript جلدی تیار کر کے اور اس کی تجاویز ہیں جو کم از کم .....

جناب چیئرمین : وہ کر لیں گے جب تک آپ کمیٹی کا اجلاس کرتے ہیں

We come to the next item on the agenda. There are two resolutions, one is by Syed abbas Shah and the other is by Maula Kausar Niazi.

پچھلی دفعہ سید عباس شاہ صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے تو ہم نے مولانا کوثر نیازی صاحب کی تحریک لی تھی تو اب بھی وہی follow کریں یا ؟

میاں محمد یٰسین خان وٹو : سر عباس شاہ صاحب والی کو رہنے دیں دوسری کو لے لیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس پر آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ

He wants the report to be laid on the Table of the House.

میاں محمد یٰسین خان وٹو : وہ رپورٹ جناب ابھی فائنل نہیں ہوئی ہے وہ ابھی ڈرافٹ رپورٹ ہے۔

جناب چیئرمین : ہاں پھر یہی کہہ دیں کہ ڈرافٹ رپورٹ ہے جب فائنل فارم میں آئے گی ۔

We would lay it on the Table of the House.

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب یہ ابھی ڈرافٹ رپورٹ ہے ۔ جب فائنل ہو گی تو پیش کر دی جائے گی ۔

سید عباس شاہ : ٹھیک ہے جی

Mr. Chairman : All right. Yes Maulana Kausar Niazi Sahib.

Discussion on the resolution regarding National Budget to be laid in the Senate also.

جناب مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ جو قرارداد اس ایوان کے سامنے ہے اس کی اہمیت کسی طور محتاج بیان نہیں ہے۔ اس قرارداد میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ایوان بالا جو چاروں صوبوں کا نمائندہ ایوان ہے اور صوبوں کے حقوق کا محافظ ہے اس کو مالیاتی امور بالخصوص بجٹ پر غور کرنے کا استحقاق دیا جائے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے دنیا میں بہت سے سینٹ ایسے ہیں جن کو یہ حق حاصل ہے خود امریکہ میں سینٹ کا جو حق ہے وہ محتاج بیان نہیں پھر چھوٹے چھوٹے ملک بھی جن میں سینٹ موجود ہے جیسے اردن، ترکی اور چیکو سلواکیہ ہے یہ ممالک بھی یہ حق اپنے اپنے ایوان بالا کو دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں صورتحال یہ ہے کہ آبادی کا تناسب ایسا ہے کہ ایک صوبہ نمائندگی کے حساب سے dominate کرتا ہے اور باقی تینوں صوبے مل کر بھی تعدادِ نمائندگان میں اسکا مقابلہ نہیں کر پاتے۔ اس لیے مالیاتی امور میں، بجٹ میں، اسی کی چلتی ہے اس کی وجہ سے جائز طور پہ دوسرے صوبوں کو یہ گلہ پیدا ہوتا ہے کہ بجٹ بڑا صوبہ بناتا ہے اور اس میں چھوٹے صوبوں کی مرضی شامل نہیں ہوتی آج جب کہ بدقسمتی سے پاکستان میں طویل مارشل لاء کی وجہ سے علاقائیت اور صوبائیت کا دور دورہ ہے اور اس کے جائز وجوہ موجود ہیں۔ کیونکہ ۹ سال کے طویل مارشل لاء میں صوبوں کو یہ گلہ پیدا ہوا کہ فوج جو بیشتر پنجاب سے تعلق رکھتی ہے وہ برسر حکومت رہی ہے اور اس نے دوسرے صوبوں کے حقوق تلف کیے ہیں، غصب کیے ہیں اسلیئے ان کے اندر اپنے حقوق کا احساس زیادہ پیدا ہوا اس کی وجہ سے ہماری سیاست میں جو تغیرات آئے ہیں اور جو قیادتیں ابھری ہیں وہ اب زیادہ تر

علاقائی اور صوبائی ہیں ۔ قومی قیادت کمزور پڑ گئی ہے اور اس طویل مارشل لاء کے نتیجے میں علاقائی اور صوبائی حکومتوں نے جنم لیا ہے یہ صورت حال بڑھتی رہے گی اگر اس کا بر وقت تدارک نہ کیا گیا اور صوبوں کی جو جائز شکایات ہیں ان کا ازالہ نہ ہوا۔ اور ان شکایات کا ازالہ کرنے کی ایک اہم صورت یہ ہے کہ ایوان بالا کو اسکا حق دیا جائے کہ وہ بجٹ میں برابر کا شریک ہو کیونکہ اس کے اندر وہ بڑا صوبہ اکثریتی صوبہ نہیں رہتا، بلکہ اقلیتی صوبہ رہ جاتا ہے ۔ تینوں صوبے مل کر تعداد نمائندگان میں اس سے متجاوز ہو جاتے ہیں اور اسطرح بیلنس قائم ہو جاتا ہے ۔ جو ایوان بالا کی حقیقی روح کے عین مطابق ہے ۔ یہ تجویز وہ شخص [illegible] رہا ہے جو پنجاب سے تعلق رکھتا ہے اور پنجاب میں پیدا ہوا ہے اور میں اپنے چھوٹے صوبوں کے اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کے عوام ہرگز ہرگز اس ملک کو dominate نہیں کرنا چاہتے وہ ہرگز حب وطن کی اجارہ داری کے دعویدار نہیں ہیں وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ اشتراک چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ چھوٹے صوبوں کی جو جائز شکایات ہیں ان کا ازالہ ہو۔ مارشل لاء کے لگانے میں بھی یا مارشل لاء کے زمانے میں سربرآرائے حکومت رہنے میں بھی پنجاب کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پنجاب کے کسی جرنیل نے جناب چیئرمین! آج تک ملک میں مارشل لاء نہیں لگایا۔ میں ریکارڈ درست کرنے کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ پاکستان میں جتنے مارشل لاء آئے ہیں ان مارشل لاء کے لگانے میں پنجاب کے کسی سی این سی کا ہاتھ نہیں ہے کیونکہ پنجاب سے کوئی سی این سی نہ تھا۔ جنرل ایوب خان پنجاب سے تعلق نہیں رکھتے تھے جنرل یحیی خان پنجاب سے تعلق نہیں رکھتے تھے جنرل ضیاءالحق مشرقی پنجاب سے تعلق رکھتے تھے جو بھارتی حصے میں ہے اس پاکستان سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور جب وہ مہاجرین بن کر آئے انہوں نے اپنا ڈومی سائل سرحد کا لیا پنجاب کا نہیں لیا۔ کانسٹیبل اور

[Maulana Kausar Niazi]

چھوٹے چھوٹے افسر ضرور پنجاب سے متعلق رکھتے ہیں اور زیادہ اکثریت میں ہیں۔ لیکن جب حکومت ہوتی ہے مارشل لاء کی تو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہوا کرتا ہے اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کبھی صوبہ پنجاب کا نہیں ہوا۔ اس لیے صوبہ پنجاب کو مارشل لاء کے لیے مطعون کرنا ہرگز ہرگز قرین انصاف نہیں ہے اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ پنجاب سے تعلق رکھنے کے باوجود پنجاب کے عوام کی نفسیات جانتے ہوئے ان کے جذبات جانتے ہوئے ان کی فراخدلی سے آگاہ ہوتے ہوئے کہ میں جانتا ہوں کہ ان کا دل بادشاہی مسجد کی طرح وسیع ہے میں یہ تجویز پیش کر رہا ہوں کہ سینٹ کو بھی بجٹ پاس کرنے کا حق ملنا چاہیئے کیونکہ اس میں حقیقی طور پر باقی چھوٹے صوبے شریک ہوں گے اس طرح وہ ایک فتنہ جو اس ملک کے اندر صوبائیت کا فروغ پا رہا ہے اور جو تعصبات فروغ پا رہے ہیں وہ ختم ہوں گے اور ملک کے اندر آگے چل کر ایکا اور یک جہتی پیدا ہو گی۔

میں برسراقتدار پارٹی کو warn کرتا ہوں کہ اگر اس قرارداد کو اس نے اپنی اکثریت کے بل پر ختم کرنے کی کوشش کی تو یہ اس کے لیے اچھی بات نہیں ہو گی اس لیے کہ یہ بات اچھالی جائے گی اور یہ بات آگے لائی جائے گی، الیکشنوں کے موقع پر بھی کہ جب دوسرے صوبوں کے حقوق کی بات ایوانِ بالا میں پیش ہوئی تھی تو اس وقت کی برسراقتدار حکومت نے اس کی مخالفت کی۔ اس ایوان میں چھوٹے صوبوں کے اراکین اکثر اپنے اپنے صوبوں کی نمائندگی کی بات کرتے ہیں اب یہ ان کا ٹیسٹ ہے کہ ان کا ضمیر کیا کہتا ہے اور برسراقتدار پارٹی کی وقتی مصلحتیں کیا کہتی ہیں۔ مجھے یقین ہے دوسرے صوبوں کے اراکین جس سپرٹ میں قرارداد پیش کی گئی ہے اور اس ایوان میں اس وقت زیر بحث ہے۔ اس کی تائید کریں گے۔

آخر میں، میں جناب چیئرمین! یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں، آپ کے شکریے کے ساتھ کہ آپ نے بھی اپنے افتتاحی کلمات میں اس قرارداد

کی اہمیت پر بجا طور پر روشنی ڈالی ہے اور اب برسر اقتدار پارٹی جو وقتاً فوقتاً مجھ سے وقت لیتی رہی ہے کہ اس کو مؤخر کر دیا جائے اور ہم ابھی تیار نہیں ہیں! اب مزید وقت جو ہے ہم اس پر دینے کے لیے تیار نہیں ہیں کیونکہ لازماً مختلف سطحوں پر انہوں نے غور و خوض کر لیا ہو گا۔ مجھے معلوم ہے کہ behind scenes اس قرارداد کے ضمن میں خاصی activities رہی ہیں۔ قائد ایوان نے اپنی کیبنٹ کے علاوہ اپنی پارٹی سے بھی کنسلٹیشن کی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب صدر سے بھی یا تو انہوں نے بات کی ہے یا وہ کرنے والے ہیں میں یہ گزارش کروں گا کہ جو بھی صورت حال ہے اب برسر اقتدار پارٹی کو اس قرارداد کو تعویق اور تاخیر میں ڈالنے کا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جو کچھ اس کا ذہن ہے اور جو کچھ اسکا فیصلہ ہے وہ ایوان کے سامنے آنا چاہیئے بلکہ اسے اپنے اراکین کو آزاد چھوڑنا چاہیئے کہ وہ جو بھی ضمیر کی آواز کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اس کے مطابق اس قرارداد پر اظہار خیال کریں اور اس کے حق میں فیصلہ دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ! اسی پر دو ترامیم آئی ہیں جناب پروفیسر خورشید صاحب کی، بحث اس موضوع پر مکمل تو نہیں ہو سکے گی لیکن اگر پروفیسر صاحب بھی اپنی ترامیم پیش کر دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: اب بھی کر لیتے ہیں آئندہ بھی کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: تقریر بعد میں ہو جائے گی۔ اب ٹائم چونکہ ختم ہو رہا ہے تو آپ پیش کر دیں

because they will become in that case part of the resolution moved by Maulana Kausar Niazi.

پروفیسر خورشید احمد : میری ترمیم یہ ہے ۔

Mr. Chairman: I think read it in English. That would be easier.

Prof. Khurshid Ahmed: All right. I move that:

"After the words 'the Senate also' the following may be added:

'And that a Committee consisting of five Senators and five MNAs under the chairmanship of the Minister for Justice and Parliamentary Affairs be constituted by the Chairman Senate and the Speaker National Assembly to prepare the draft of a constitutional amendment enabling the Senate of Pakistan to :

a) discuss all money Bills including the Budget immediately after they are introduced in the National Assembly; and

(b) send the Bill back to the National Assembly within fifteen days of its presentation in the Senate with its comments."

Mr. Chairman: The amendment moved is:

That in the Resolution moved by Maulana Kausar Niazi after the word 'also' appearing in the third sentence the following may be added:

'And that a Committee consisting of five Senators and five MNAs under the chairmanship of the Minister for Justice and Parliamentary Affairs be constituted by the Chairman Senate and the Speaker National Assembly to prepare the draft of a constitutional amendment enabling the Senate of Pakistan to :

a) discuss all money Bills including the Budget immediately after they are introduced in the National Assembly; and

(b) send the Bill back to the National Assembly within fifteen days of its presentation in the Senate with its comments."

opposed

Mr. Chairman: Opposed. In that case I think we will stop here and this would also be taken into consideration by the Government. I am told, as Maulana Kausar Niazi has pointed out, that the Government is considering this already and I think we should give them time to consider and finalise their views on it. For the information of the House, I had on an earlier occasion in a different context compared the provision with regard to the money bills and also the Budget of this country as well as India. I think in your party deliberations perhaps the Indian example might also be of some help, although I would never suggest that we follow them.

Prof. Khurshid Ahmed: Sir, the report of the Special Committee on Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, November 1985, also raised this issue and I would invite your attention particularly to its paragraphs 30,31 and 32 which deal with the same issue.

Mr. Chairman: The sub-Committee's report you mean?

Prof. Khurshid Ahmed: Yes Sir.

Mr. Chairman: Quite right.

So with this we come to the end of today's sitting and the House is adjourned. We will meet again on 12th January, 1988, at 5.30 in the evening. The House stands adjourned.

[The House adjourned to meet again at five thirty of the clock in the evening on Tuesday, January 12, 1988].